

رسول اکرم

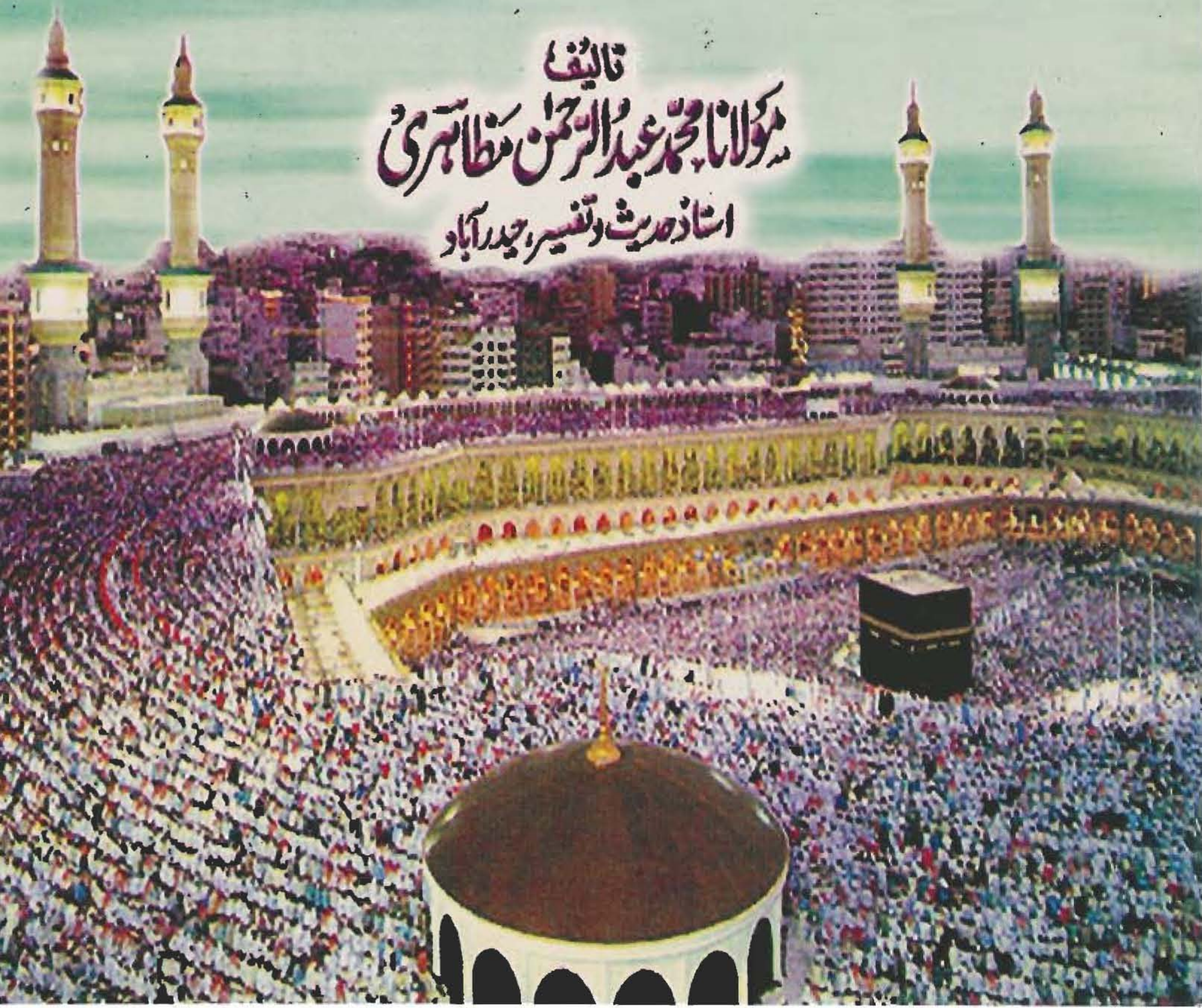
ﷺ

کی اذان و نماز

تالیف

مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری

استاد حدیث و تفسیر، حیدرآباد



اتصلوۃ عماد الدین

نماز دین کا ستون ہے۔ (الحديث)

رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم
کی
اذان و نماز

تالیف

مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری

استاذ حدیث و تفسیر ناظم اول مجلس علیہ حیدرآباد حال مقیم جدہ (سووی عرب)
(خلیفہ مجاز حضرت محی السنہ مولانا الشاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم)

ناشر

ریانی بک ڈپو
کٹر شیخ چاند لاکھنؤ

Ph. : 3210118, 3217840

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب :- رسول اکرمؐ کی اذان اور نماز

مؤلف :- مولانا محمد عبدالرحمن مظاہری

کتابت :- مہرا خستہ

اہتمام :- فیض الرحمن ربانی

معاون :- محمد ذکرا الرحمن الرحمانی

طباعت :- شعیب پرنٹرز، چابک سواران، لال کنواں، دہلی

تعداد :- گیارہ سو

قیمت :- ۱۵/-

ناشر

ربانی بک ڈپو
کٹر شیخ چاند لاک کنواں دہلی

Ph.: 3210118, 3217840,

فہرست عنوانات

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۹	{ فجر کی چھوٹی ہوتی دو سنتیں	۴	عرض ناشر
	{ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھنا	۶	پیش لفظ
۳۰	{ فجر کی نماز کو کچھ تاخیر سے	۱۱	تقدیم و گزارش
	{ اجالے میں ادا کرنا	۱۹	{ نماز میں دونوں ہاتھ کندھوں تک
۳۰	{ موسم گرما میں نمازِ ظہر کو		{ اٹھانا اور سیدھا کھڑا ہونا
	{ کچھ تاخیر سے ادا کرنا	۲۰	{ نماز میں دونوں ہاتھ ناف
۳۱	وتر کی نماز تین رکعت ہیں		{ کے نیچے رکھنا
۳۳	نماز تراویح کی بیش رکعتیں	۲۱	{ نماز میں صرف تکبیر تحریمہ
۳۴	نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل نماز		{ کے وقت ہاتھ اٹھانا
۳۴	{ عیدین کی نماز میں	۲۳	{ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھنا
	{ چھ تکبیرات زیادہ	۲۴	{ مقتدی کو امام کے پیچھے
۳۵	سجدہ سہو سلام کے بعد کرنا چاہیے		{ خاموش کھڑا رہنا چاہیے
۳۷	اذان اور اقامت کے کلمات	۲۷	{ نماز میں آہستہ آمین کہنا
۳۹	عورت کی نماز	۲۷	{ دو رکعت کے درمیان جلسہ استراحت کرنا
۴۲	صلوۃ جنازہ		{ نماز میں بائیں پیر پر بیٹھنا
	{ حالت جنابت اور حیض و نفاس	۲۷	{ اور وایاں پیر کھڑا کرنا
۴۷	{ میں تلاوت قرآن کا حکم	۲۸	{ تشہد میں صرف اشارہ کرنا

عرض ناشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ہر طرح کی حمد و ثنا اسی ذاتِ باری کے لئے سزاوار ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اشرف المخلوقات بنایا اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کی، کتاب و حکمت کی تعلیم کے ذریعے حق و باطل، صحیح اور غلط میں فرق پیدا کرنے کی صلاحیت اور تمیز بخشی۔ درود و سلام ہو اس ذاتِ برحق پر جن کو اللہ نے خاتم النبیین بنایا اور اسی کتابِ ہدایت عطا فرمائی جو تمام نبی نوعِ انسان کی ہدایت کے لئے نسخہٴ کیمیا ہے پھر اللہ نے آپ کو اس کتاب کی تشریح کے فریضہ پر مامور و مقرر کیا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق امت کو مکمل تعلیم دی، رب کے سامنے بندگی و عاجزی اور اپنی ضرورت و حاجت بارگاہِ ایزدی میں سلیقہ اور ادب و احترام کے ساتھ پیش کرنے کا طریقہ بتلایا اور خالق و مخلوق کے درمیان رشتہ اور تعلق مضبوط کیا۔

زیر نظر کتاب ”رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور اذان“ اسی تعلق اور رشتہ کو مضبوط کرنے کی ایک عملی کوشش ہے اس کتاب میں شرعی دلائل کتاب اللہ اور سنتِ رسولِ آثارِ صحابہ اور اقوالِ فقہاء کی روشنی میں کامل اعتدال اور توازن کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ نماز و اذان کو واضح شکل میں پیش کیا گیا ہے کتاب گرچہ حنفی نقطہ نظر سے لکھی گئی ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطہ نظر اور طریقہ ہے اور آپ ہی سے معتبر و مستند ذرائع سے ثابت ہے۔

موجودہ زمانے میں بعض حضرات فقہاء صحابہ و ائمہ مجتہدین کے نقطہ نظر اور سلفِ صالحین کے

طریقہ سے ہٹ کر دین کی ایسی تشریح کرتے ہیں جن سے ترکِ دین اور ترکِ سنت کا عام رجحان بنتا جا رہا ہے حتیٰ کہ اسلامی عبادات میں بھی یہ چیز داخل ہو گئی ہے اور عملِ بالحدیث کے نام پر اسلامی طریقتی عبادت میں اختلاف و انتشار کو پروا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ کتاب ان تمام فتنوں کے سدباب کے لئے مفید اور حق کے متلاشیوں کے لئے برہان ہے۔

اس کے مصنف معروف عالمِ دین و صاحبِ نسبت حضرت مولانا عبدالرحمن مظاہری دامت برکاتہم ہیں، مولانا کی علومِ اسلامی پر گہری نظر ہے قرآن و حدیث اور فقہِ اسلامی کے مزاج و مذاق سے بخوبی واقف ہیں دعوتی اور علمی نقطہ نظر سے لکھی گئیں، ان کی کسی کتابیں خواص و عوام میں مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔

ہم اے لئے خوشی و مسرت کی بات ہے کہ اس مفید اور علمی رسالہ کی اشاعت کی سعادت ربانی بک ڈپو کو حاصل ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو خواص و عام میں مقبول فرمائے۔ آمین

فیض الرحمن ربانی

پیش لفظ

اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت انسانی ہدایت کے لئے مہر و ماہ ہیں جو قیامت تک تابندہ و پائندہ رہیں گے، کیونکہ سچے نبی اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت تمام ہو چکا ہے اور اب قیامت تک کسی اور نبی کے آنے کا امکان نہیں کتاب اللہ اور سنت رسول علم و معرفت کا ایک بحرِ ناپید کنارہ ہے جس سے ہمیشہ علم و تحقیق کے لعل و گوہر حاصل ہوتے ہیں اور ایسا سدِ بہار درخت ہے جس کی تروتازگی کبھی ختم نہیں ہوگی، لیکن جہاں ذکر و موعظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کو آسان بنایا ہے کہ ایک عام سے عام آدمی بھی اگر قرآن و حدیث کا ترجمہ پڑھ لے تو وہ آسانی اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے کہ اللہ اور رسول اس سے کیا چاہتے ہیں؟ وہیں قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط اسی قدر مشکل کام ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ عربی زبان اور اس زبان کے اسلوب اور طرزِ بیان میں اسے کامل درک حاصل ہو وہ قرآن و حدیث میں ناسخ و منسوخ سے آگاہ ہو، صحیح و ضعیف اور مقبول و نامقبول ہونے کے اعتبار سے حدیث کے درجات سے واقف ہو، فنِ اسماء و رجال پر اس کی نظر ہو، قیاس کے اصول و قواعد پر اس کی نگاہ ہو، اجماع اور اختلافی احکام میں امتیاز کر سکتا ہو اور ان سب کے ساتھ ساتھ اس کا قلب خشیتِ الہی سے لبریز ہو اور اس کی زندگی کے ایک ایک عمل سے تقویٰ اور خدا ترسی اور للہیت نمایاں ہو، کیونکہ اگر کسی شخص کا دل ہی خدا کے خوف سے خالی و عاری ہو تو کیونکر اس بات کا اطمینان کیا جاسکتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کو صحیح طور پر سمجھے گا اور بیان کرے گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے ایک ایسے گروہ کو پیدا فرمایا جو ایک طرف اپنے

علم و معرفت اور دوسری طرف خشیت و خداترسی میں اپنی مثال آپ تھا وہ اپنے زمانہ کے عظیم ترین اذکیاء بھی تھے اور اقیار بھی اور ان کو اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ قرآن و حدیث میں غواہی کر کے پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ احکام شرعیہ کا استنباط کریں، اور ان کی گود سے قبر کی گود تک انسان جن مسائل سے دوچار ہوتا ہے ان کو مرتب انداز پر مدون کر دیں قرآن و حدیث کے پیش کئے ہوئے نظام حیات کی اسی منظم صورت کا نام ”فقہ“ ہے فقہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کوئی الگ فکر اور الگ احکام نہیں، بلکہ یہ قرآن و حدیث ہی کا پھول اور اس کا خلاصہ ہے، یوں تو بہت سے بزرگوں نے اس خدمت کو انجام دیا ہے لیکن بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے من جانب اللہ ان میں سے چار مکاتب فقہ باقی رہ گئے، جو ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کی طرف منسوب ہے، ان چاروں مکاتب فقہ نے قرآن و حدیث اور صحابہ کے فتاویٰ کو اپنے اندر سمولیا ہے اور ان کی مقبولیت کی وجہ سے ہر عہد میں ان مکاتب سے منسوب بڑے بڑے علماء پیدا ہوتے رہے اور اپنی فقہ کے اصول و قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے ہر عہد کے لئے مسائل کو بھی حل کرتے رہے۔

علمی استعداد میں روز بروز انحطاط اور خشیت الہی کی کمی اور ہوی و ہوس کے غلبہ کی وجہ سے بعد کے ادوار میں سلف صالحین نے تقلید کے واجب ہونے کا فتویٰ دیا اور جو جو زمانہ گزرتا جا رہا ہے اس بات کا احساس بڑھتا جاتا ہے کہ احکام فقہیہ میں تقلید ہی مسلمانوں کے لئے محفوظ راستہ ہے تقلید کا مقصود امام کی پیروی نہیں بلکہ اپنے امام کی تشریح و توضیح پر اعتماد کرتے ہوئے کتاب و سنت ہی کی پیروی مقصود ہے حقیقت یہ ہے کہ نہ جاننے والوں کے لئے علماء کی تقلید کے سوا کوئی راستہ ہی نہیں اور زندگی کا کونسا مسئلہ ہے جس میں ہم تقلید نہیں کرتے، علاج و معالجہ میں ڈاکٹروں کی، تعمیر و صنعت و حرفت میں انجینروں کی، قانون میں قانون دانوں کی اور زبان و بیان میں اس زبان کے ماہرین کی بلا دلیل پیروی آخر ہم کرتے ہی ہیں، اور اگر نہ کریں تو شاید چپ قدم بھی چلنا دشوار ہو، اسی طرح ہم کسی حدیث کے قوی اور ضعیف ہونے کا فیصلہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی،

اور امام نسائی کی رائے پر کرتے ہیں، یہ بھی تو حدیث کے مرتبہ و مقام کے سلسلہ میں محدثین کی تقلید ہی ہے،
تو جب مدارج حدیث کے باب میں محدثین کی تقلید کی جا سکتی ہے تو معانی حدیث کی تشریح و بیان
میں ائمہ مجتہدین کی تقلید کیوں نہیں ہو سکتی؟

ان تمام فقہاء کا اصل مقصود اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ
نے عقل و فہم میں فرق اور مزاج و مذاق میں تفاوت رکھا ہے اس لئے احادیث پر عمل کرنے کے سلسلہ
میں ذوق کا یہ فرق نمایاں ہے، امام ابو حنیفہ کا طریقہ فکریہ ہے کہ اگر حدیثیں بہ ظاہر متعارض ہوں تو جو
حدیث کتاب اللہ کے مضمون سے قربت رکھتی ہو اس کو اپنی رائے کے لئے بنیاد بناتے ہیں اور اس کے
مقابلہ میں جو حدیث ہو اس کا ایسا معنی متعین کرتے ہیں کہ اس پر بھی کسی نہ کسی درجہ میں عمل ہو جائے جیسے
قرآن میں ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو حدیثیں متعارض ہیں بعض حدیثوں میں ہے کہ
امام قرارت کرے تو مقتدی خاموش رہے اور بعض روایتوں میں ہے کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں،
امام صاحب نے قرآن کو اصل بنایا اور فرمایا کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے جس حدیث
میں سورہ فاتحہ کے واجب ہونے کا ذکر ہے اس کو امام اور تنہا نماز پڑھنے والوں سے متعلق رکھا تاکہ
دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے اسی طرح آئین بالجہر کو بھی جائز کہا لیکن آئین بالسر کو بہتر کہا کیونکہ قرآن
مجید نے دعاء کا ادب یہی بتایا کہ آواز پست اور ملکی ہو۔ ادعوا ربکم تضرعاً و خفیۃ۔

اسی طرح امام صاحب کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جب دو حدیثوں میں تعارض ہو اور ایک حدیث
دین کے عمومی اور بنیادی مزاج و مذاق سے مطابقت رکھتی ہو تو اس کو ترجیح دیتے ہیں جیسے بعض حدیثوں
میں صرف شروع میں رفع یدین کا ذکر ہے اور بعض میں ایک سے زیادہ رفع یہاں تک کہ بعض احادیث
سے پتہ چلتا ہے کہ چار رکعت میں چھپیس رفع یدین ہیں، اب کسی فقیہ نے ایک رکعت میں دو رفع یدین
کو لیا اور کسی نے تین کو، امام صاحب نے فرمایا کہ نماز میں اصل یہ ہے کہ کم سے کم حرکت اور زیادہ
سے زیادہ سکون ہو لہذا اس روایت کو ترجیح دی جس میں صرف اہتدایہ نماز میں رفع یدین کا
ذکر ہے، اسی طرح سورج گہن کی نماز میں فی رکعت ایک رکوع سے لے کر پانچ یا چھ رکوع تک

کی حدیثیں آئی ہیں، امام صاحب نے فرمایا کہ چونکہ نماز میں اصل فی رکعت ایک رکوع ہے، اس لئے اس حدیث کو ترجیح دی۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ائمہ مسلمہ تک یہ دین حضرات صحابہ کے واسطے سے پہنچا ہے، یہ وہ برگزیدہ جماعت ہے جس کا نبی کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کے لئے خود اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا، ان صحابہ کے اقوال و افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد و منشاء کے ترجمان ہیں، اور خود اللہ اور اللہ کے رسول نے ان کی جلالتِ شان کی تصدیق فرمائی ہے، اسی لئے تمام فقہاء نے عموماً اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک نے خصوصاً صحابہ کے آثار اور ان کے فرمودات و معمولات کو بڑی اہمیت دی ہے اور بہت سی احادیث کی تشریح و توضیح میں صحابہ کے عمل کو بنیاد و اساس بنایا ہے جیسے رکعاتِ تراویح کے سلسلہ میں حدیثیں مختلف ہیں، لیکن حضرت عمرؓ سے آج تک بیس رکعت کا معمول چلا آرہا ہے، اس لئے ائمہ اربعہ نے اس متواتر عمل کو لیا، حدیث میں ہے کہ جب فرض نماز شروع ہو جائے تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے، لیکن حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور مختلف صحابہ کے بائے میں یہ بات ثابت ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز شروع ہونے کے بعد بھی فجر سے پہلے کی سنت ادا فرمائی ہے، اس لئے امام صاحب نے فرمایا کہ اگر فجر کی جماعت پالینے کی توقع ہو تو سنت ادا کر لی جائے، بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں اور عورتوں کی نماز میں کسی قدر فرق ہے اور متعدد صحابہ کے فتاویٰ اس کے موافق ہیں، اسی لئے ائمہ اربعہ نے نماز کے بعض افعال میں مردوں اور عورتوں کے درمیان فرق رکھا ہے۔

آج کل بعض حضرات حدیث کا سطحی مطالعہ کرتے ہیں اور بخاری و مسلم کی ایک ادھر روایت کو دیکھ کر خود رائے قائم کرنے لگتے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اپنی اس نا آگہی کے ساتھ ائمہ سلف پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں وَاِلٰی اللّٰهِ الْمُنْتَهٰی یہ محض علم کی کمی اور مطالعہ کی سطحیت کا نتیجہ ہے اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنے کی ہے کہ سنتِ رسول سے محبت رکھنے کا تقاضہ یہ ہے سنت جہاں بھی ملتا ہے آجائے اس پر عمل کیا جائے بخاری و مسلم کے تخصیص کے کوئی معنی نہیں، خود امام بخاری نے لکھا ہے کہ

انہیں ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد تھیں، اور بخاری میں مکررات کو حذف کر کے چار ہزار سے اوپر، اور مکررات کو لیکر سات ہزار سے اوپر حدیثیں ہیں، یہ نوے ہزار سے اوپر صحیح احادیث جو دوسری کتب احادیث میں موجود ہیں، غور کیجئے کہ کیا ان کو نظر انداز کر دینا کوئی صحیح بات ہوگی۔

غالباً اسی پس منظر میں نماز عالم دین اور قرآن و حدیث اور فقہ سے مناسبت رکھنے والی معتبرہ شخصیت حضرت مولانا عبدالرحمن مظاہری دامت برکاتہم نے یہ تحریر مرتب فرمائی ہے، مولانا موصوف نے مدتوں تفسیر و حدیث کی کتابیں پڑھائی ہیں، رد بدعت میں آپ کی خدمت بہت ہی نمایاں ہے، ایک عرصہ سے حجاز مقدس میں مقیم ہیں، اور اس طرح مختلف افکار و نظریات کو تدریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے، وہاں بھی درس و مواعظ کا سلسلہ ہے، کئی کتابیں آپ کے قلم کی رہنمائی میں جن میں قصص انبیاء پر "چراغ ہدایت" (دو جلدیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ کا مجموعہ "فرمان رسول" بھی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، مولانا کی تحریر آسان اسلوب، سادہ اور طرز بیان دل آویز ہوتا ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہندوستان سے جو علماء خلیج کا رخ کرتے ہیں، ان کے علم و تحقیق کی انگلیٹھی پر طلب معاش کی خاکستر اس طرح بیٹھ جاتی ہے کہ یہ چنگاری بجھ کر رہ جاتی ہے، چند ہی افراد مستثنیٰ ہیں، اور ان میں ایک مولانا موصوف بھی ہیں۔ فَجَزَاهُمْ اللهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

اس کتاب میں اذان و نماز پر حنفی نقطہ نظر کی بابت احادیث جمع کی گئی ہیں، اور ان مسائل کو اٹھایا گیا ہے جن کے بارے میں ایک گروہ عام مسلمانوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرتا رہتا ہے، امید ہے کہ یہ کتاب اس سلسلہ میں مفید ثابت ہوگی، اور عام مسلمانوں کو غلط فہمیوں سے بچا

سکے گی۔

خالد سیف الرحمانی

خادم المعهد العالی الاسلامی حیدرآباد

تقدیم و گزارش

دنیا میں کوئی ایک نبی ایسے نہ آئے جنہوں نے اپنی قوم کو نماز کی دعوت نہ دی ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز پر دین کی اساسی عبادت رہی ہے یہ اس لئے بھی کہ خالق کائنات نے اپنے بندوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ. (الایۃ الذاریات آیت ۵۶) ہم نے جن وانس کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سیدہ ماجرہ اور شیرخوار صاحبزادے سیدنا اسمعیل علیہ السلام کو مکہ المکرمہ میں بیت اللہ کے مقام پر پکیتا و تنہا اس لئے چھوڑا تھا کہ وہ یہاں نماز قائم کریں رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ. (ابراہیم، آیت ۳۷) اے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم کریں۔

پھر چلتے وقت اپنے لئے اور اپنی نسل کے لئے اس طرح دعا کی:

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِي. اے میرے رب مجھ کو اور میری نسل کو نماز قائم کرنے والا بنا۔

سیدنا اسمعیل علیہ السلام کی نسبت قرآن حکیم یہ وضاحت کرتا ہے:

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ. (مریم آیت ۵۵) وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

سیدنا شعیب علیہ السلام کثرت سے نماز پڑھتے اور اس کی تبلیغ کیا کرتے تھے، قوم نے

ان کو یہ طعنہ دیا:

اے شعیب کیا تمہاری نمازیہ حکم دیتی ہے کہ ہم
اپنے باپ دادا کی وہ عبادت چھوڑیں جو وہ کیا
کرتے تھے۔

فَالْوَايَا شُعَيْبُ أَصْلَوْتِكَ
تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ
الْبَآؤُنَا. (الایۃ مود ۸۷)

سیدنا لوط سیدنا اسحاق سیدنا یعقوب علیہم السلام اور ان کی نسل کے پیغمبروں کے بارے میں قرآن
حکیم یہ وضاحت ظاہر کر رہا ہے:

ہم نے ان سب کو نیک کاموں کے کرنے اور
نماز قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔

وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ
إِقَامَ الصَّلَاةِ. (انبیاء آیت ۷۳)

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو اس طرح نصیحت کرتے ہیں:
اے بیٹے نماز قائم کر۔

يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ. (لقمان آیت ۱۷)

اے موسیٰ میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا:
وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي. (طہ آیت ۱۳)

سیدنا موسیٰ و سیدنا ہارون علیہم السلام اور ان کی قوم کو اس طرح مشترک ہدایت کی گئی۔
اور نماز قائم کرو۔

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ.

قوم بنی اسرائیل کو اللہ نے اس طرح تاکید کی:

میں تمہارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز
قائم رکھو۔

إِنِّي مَعَكُمْ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ.
(مائدہ آیت ۱۲)

سیدنا زکریا علیہ السلام کا حال بیان کیا گیا،

وہ مسجد کے محراب میں کھڑے نماز
ادا کر رہے تھے۔

وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ.
(آل عمران آیت ۳۹)

سیدہ مریم علیہا السلام کو پابند کیا گیا،

يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي
وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ. (آل عمران آیت ۴۳)

اے مریم تو اپنے حجرے میں اللہ کو یاد کر اور نماز
پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھ۔
سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے گہوارے میں اعلان کیا:
وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ
حَيًّا. (مریم آیت ۳۱)

سورہ مریم میں ایک مقام پر تمام انبیاء سابقین کا تذکرہ کر کے ارشاد فرمایا گیا:
فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا
الشَّهْوَاتِ. (مریم آیت ۵۹)

ان انبیاء کے بعد کچھ ناخلف جانشین ایسے پیدا
ہوئے کہ انہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی
خواہشات کی پیروی کی اور بدترین گمراہی دوچار ہو گئے
پھر آخر میں آخری دین کے آخری نبی کو حکم دیا گیا (صلی اللہ علیہ وسلم)
وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ
عَلَيْهَا. (طہ آیت ۱۳۲)

اے نبی آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے
اور خود بھی اس پر قائم رہیے۔
پھر ملت کے تمام مسلمانوں کو خطاب ہے:
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا
مِنَ الشَّرِكِينَ. (روم آیت ۳۱)

قرآن حکیم نے توحید اور ایمان کے بعد سب سے اہم و ضروری حکم نماز کے بارے میں دیا ہے جس کا
تذکرہ سو مقامات سے زائد جگہ آیا ہے، علاوہ ازیں سورہ روم کی مذکورہ بالا آیت سے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے
کہ ترک نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہوجانے کا اندیشہ ہے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قائم کی اس نے دین قائم
رکھا اور جس نے نماز ترک کر دی اس نے دین کو ڈھا دیا۔

شہر طائف (موجودہ سعودی عرب) کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنے

مدینہ منورہ آیا اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کی تین شرطیں رکھیں:

پہلی شرط یہ کہ مسلمان ہونے کے بعد ہم نماز نہیں پڑھیں گے، دوسری یہ کہ ہم سالانہ زکوٰۃ نہیں دیں گے، تیسری یہ کہ اسلامی جہاد میں حصہ نہیں لیں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتی طور پر آخری دو شرطیں قبول کر لیں، لیکن نماز کے بارے میں فرمایا، جس دین میں نماز نہیں وہ دین ہی نہیں۔

نماز کی فرضیت

مکہ المکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”تاج نبوت“ عمر شریف کے چالیسویں سال سرفراز کیا گیا تھا، ہزاروی نبوت کے بعد تیرہ سال آپ اپنے محبوب وطن میں مقیم رہے، ان تیرہ سالوں میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ ابھی تک نافذ نہ ہوا تھا، مسلمانوں کی مختصر تعداد آپ کی ہدایات کے مطابق اللہ کا نام لیا کرتی تھی، اور مراسم عبادت میں بیت اللہ شریف کا طواف، دعا، مناجات، تسبیح و تقدیس کا طریقہ رائج تھا، اور یہ عبادت بھی چھپ چھپ کر رات کی تاریکیوں میں ادا کی جاتی تھی، سورہ مزمل آیت ۱، نبوت کے بارہویں سال (یعنی ہجرت مدینہ سے ایک سال پہلے) معراج شریف کا واقعہ پیش آیا، جس میں نمازوں کا حکم دیا گیا، شب معراج کی صبح جب تیل امین نے آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ بتایا اور عملاً آپ کو نماز پڑھوائی، پھر نماز کا طریقہ جاری ہوا، لیکن احادیث شریفیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی موجود شکل و صورت ابتدائی نمازوں سے کچھ مختلف تھی، ابتدائی زمانہ کی نمازوں کا حال اس طرح ملتا ہے:

ایک صحابی کہتے ہیں کہ نماز کے ابتدائی زمانے میں نماز میں کھانا پینا، بات کرنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، اشارہ کرنا وغیرہ سب کچھ ہوا کرتا تھا۔

حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں ہم لوگ سلام کلام کر لیا کرتے تھے، پھر جب آیت وَقَوْمُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ نازل ہوئی تو ہر کون کھڑے رہنے کا حکم دیا گیا۔

(ترمذی شریف، باب فی نسخ کلام فی الصلوٰۃ)

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں سلام کیا

آپ نے جواب نہیں دیا، پھر میں نے دوبارہ سہ بارہ سلام کیا، آپ نے پھر بھی جواب نہ دیا، میں سمجھا کہ نماز میں سلام کلام کرنا منع ہو گیا ہے۔ مسلم شریف ۲۰۲۱ باب تحريم السلام في الصلوة،
 ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھی، سلام کے بعد صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا نماز کی رکعتوں میں اضافہ ہوا ہے؟
 آپ نے ارشاد فرمایا، کیا بات پیش آئی؟ عرض کیا گیا آپ نے پانچ رکعت نماز ادا کی ہے آپ نے سلام پھیرا پھر دو سجدے کئے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بات چیت کر کے سجدہ سہو کیا
 ترمذی ۱۷۹ باب ما جاء سجدة في السهو بعد السلام والكلام، مسلم شریف ۲۱۳۲ کتاب ابواب التعمیر
 اسی قسم کی ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ نقل کرتے ہیں (ظہر یا عصر کی نماز میں) رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے دو رکعت پر سلام پھیرا، حضرت ذوالیدین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا نماز میں کمی ہو گئی
 یا آپ بھول گئے ہیں؟ (دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے، ارشاد فرمایا: نہ کمی ہوئی نہ میں بھولا، ذوالیدین
 نے کہا، لیکن کچھ تو ہوا ہے۔ پھر آپ نے صحابہ سے دریافت کیا، کیا ذوالیدین صحیح کہتے ہیں؟ صحابہ نے کہا ہاں
 یا رسول اللہ! آپ نے دو رکعت پڑھائی ہے، آپ کھڑے ہوئے اور دوسری دو رکعتیں ادا فرمائی، پھر سلام پھیرا
 پھر تکبیر کہی اور دو طویل سجدے کئے۔

امام ترمذی اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں، یہ حدیث حضرت عمران بن حصین اور حضرت عبد اللہ
 بن عمر نے بھی نقل کی ہے، امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
 اس کے بعد یہ بھی لکھتے ہیں، نماز میں بات چیت کرنا جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ثابت ہے، اسلام
 کے ابتدائی دور کی بات ہے، جب کہ فرائض و واجبات میں کمی زیادتی ہو رہی تھی۔

ترمذی شریف ۹۱۱ باب ما جاء في الرجل يسلم في الركعتين في الظهر والعصر،
 ابتداء اسلام میں نماز کے رکوع و سجود میں قرآن حکیم کی تلاوت بھی کی جاتی تھی، سیدنا علی فرماتے
 ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی ۶۱۱ باب ما جاء

فی النہی عن القراءة فی الركوع والسجود)

بعض صحابہ رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھا کرتے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں، 'ابتداءً ہم لوگ ایسے ہی ہاتھ رکھا کرتے تھے، پھر ہمیں منع کر دیا گیا، اور حکم دیا گیا کہ رکوع کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا جائے۔'

(ترمذی شریف ۱۵۹۱ باب ماجاء فی وضع الیدین علی الركبتین فی الركوع)

سیدہ عائشہ صدیقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمل نقل کیا ہے کہ آپ نے نماز میں صرف ایک سلام پھیرا کچھ دائیں جانب مائل ہو کر (یعنی بجائے دو سلام صرف ایک سلام پھیرا۔

(ترمذی شریف ۱۶۶۱ باب ماجاء فی التسلیم فی الصلوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں جہری نماز (مغرب، عشاء، فجر میں کوئی ایک) پڑھائی، سلام پھینکے کے بعد دریافت فرمایا، کیا تم میں کسی نے میرے پیچھے قرارت کی ہے (یعنی قرآن پڑھا ہے) ایک صحابی نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ میں نے پڑھا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا، تب ہی تو میں خیال کر رہا تھا کہ آج میں قرارت میں کیوں جھگڑا کیا جا رہا ہوں۔

(ترمذی شریف ۱۱۱۱۱ باب ماجاء فی ترک القراءة خلف الامام الخ)

ایک نو مسلم صحابی معاویہ بن حکم سلمیٰ نماز میں شریک تھے، ایک صاحب کو چھینک آئی، حضرت معاویہ نے حسب تعلیمات نماز میں چھینکنے والے کو یہ حکم اللہ کہا، دیگر صحابہ نے انہیں گھورنا شروع کیا، معاویہ بن حکم نے نماز میں کہنا شروع کیا، تم لوگ مجھے اس طرح کیوں گھور رہے ہو؟ اس پر صحابہ نے اپنے زانو پر ہاتھ مارے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا شروع کیا، اس وقت یہ سمجھے کہ بولنے سے منع کیا جا رہا ہے۔

(ابوداؤد شریف ۱۱۳۱۱۱ باب تشمیت الغاطس فی الصلوٰۃ)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ایک دفعہ میں اپنے گھر ایسے وقت آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، اور دروازہ بند تھا، اپنے میری آمد محسوس کی، آگے بڑھے اور دروازہ کھولا، پھر اپنی نماز کی جگہ لوٹ آئے۔ (ترمذی شریف ۱۱۳۱۱۱۱ باب ما یجوز من المشی

وَالْعَمَلُ فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ،

جس زمانے میں شراب کے باسے میں کوئی حکم نہ تھا پینے والے پی کر نماز ادا کر لیتے تھے، پھر وقفہ وقفہ سے اس کی بُرائی تین مرحلوں میں آئی آخر حرام کر دی گئی۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۱۹، سورہ النسا آیت ۴۳، سورہ

مائدہ آیت ۹۰)۔ ایک صحابی کے باسے میں بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے شراب پی کر نماز پڑھائی (جیسا کہ اس وقت اجازت تھی) پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قل یا ایہا الکفرؤن پڑھا اور اس میں ہر آیت پر لفظ ”لا“ چھوڑتے گئے، جس سے پوری سورت کا مفہوم پلٹ گیا (مسند احمد کی روایت میں صراحت ہے کہ یہ صحابی سیدنا علی تھے) غالباً انہی ایام میں شراب پر مکمل پابندی عائد ہوئی یہ اور اس قسم کی بیسیوں روایات ہیں جن میں نماز کے باسے میں کمی زیادتی، تبدیل و تحریف، حذف و اضافہ ہوتے رہے ہیں، دراصل یہ عبادت و احکامات کی ارتقائی منہ زبیں تھیں جو وقفہ وقفہ سے تکمیل پاتی رہیں اور دین مکمل ہوتا گیا۔

اب یہ جاننا کہ کونسا عمل آخری شکل و صورت میں تھا اور کونسا حکم آخری درجہ رکھتا تھا، علم صحیح اور فہم صحیح و اجتہادِ کامل کا محتاج ہے، اس مسئلے کی عقدہ کشائی کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ (دورِ نابین) میں ایسے نادر کامل العلم والفہم آسمانِ علم کے آفتاب و مہتاب نابغہ روزگار علماء، فقہاء، صاحب اجتہاد شخصیات کو پیدا کیا جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے ان اختلافات کا حل فقہی شکل میں مدوّن کر دیا۔

اب قرآن و حدیث کا ظاہری اختلاف، ظاہری اختلاف بھی نہ رہا، ہر آیت ہر حدیث اپنے اپنے معنی و مفہوم میں مستقل حیثیت کی حامل ہو گئی۔

ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِ

یہ دینِ مستقیم ہے ایسی

سیدھی راہ)

أَنْفُسِكُمْ۔ (توبہ آیت ۳۶)

ملتِ اسلامی کے ان فقہاء و مجتہدین کا امت مسلمہ پر یہ اتنا بڑا احسان ہے جس کی جزا اور عطا سوائے رب العالمین اور کوئی ادا نہیں کر سکتا فَجَزَاهُمْ اٰلَهُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ اِحْسَانِ الْجَزَاءِ

زیر مطالعہ کتابچے میں عبادت کی صرف ایک قسم ”نماز“ کے طریقہ کو قرآن و احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالوں سے مرتب کیا گیا ہے اور ہر حدیث کا حوالہ مستند و معتبر کتب حدیث سے صفحہ و نمبر کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے عامۃ المسلمین کے اعتماد و اطمینان کے لئے مذکورہ حوالہ جات کافی ہیں، آپ اور ہم جو نمازیں ادا کر رہے ہیں، وہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ دوسری اہم و اساسی بات یہ بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ آپ کے اس کتابچے میں نماز کے طریقے کو جن احادیث کی کتابوں سے مرتب کیا گیا ہے ان میں حدیث کی وہ کتابیں بھی شامل ہیں جو کتاب بخاری مسلم وغیرہ کے وجود سے کم و بیش ایک صدی پہلے وجود میں آچکی تھیں ان میں ایک کتاب ”موطا امام مالک“ بھی ہے جس کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ (اللہ کی کتاب عظیم کے بعد صحیح ترین کتاب) اس کے علاوہ صحیفہ ہمام بن منبہ، مسند ابی حنیفہ، موطا امام محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق، صحیفہ ربیع بن یزید المتوفی ۱۶۰ھ، صحیفہ سعید بن ابی عروبہ المتوفی ۱۵۶ھ، احادیث ابن شہاب زہری ۱۲۵ھ، احادیث ابو بکر بن حزم ۲۴۰ھ، کتاب عبد اللہ بن مبارک، کتاب وکیع، وغیرہ شامل ہیں، یہ صرف فقہ حنفی کی خصوصیت ہے کہ اس کے مرتبین دور صحابہ اور دور تابعین کے ائمہ ہدیٰ ہیں۔ آپ کا یہ کتابچہ احادیث کی جن کتابوں سے مرتب کیا گیا ہے ان کی فہرست ”ماخذ و مراجع“ کے عنوان آخری صفحہ پر درج کر دی گئی ہیں۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

خادم الكتاب والسنة

محمد عبدالرحمن

استاذ حدیث و تفسیر

حال تقیم جدہ (سعودی عرب)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

نماز اور اذان

نماز میں دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا اور سیدھا کھڑا ہونا

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِي عَشْرَةِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخَذَهُمْ أَبُو قَتَادَةَ يَقُولُ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِمَلُوءَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟
قَالُوا مَا كُنْتَ أَقْدَمُ نَالَهُ مَحْبَبَةً؟ وَلَا أَكْثَرَ نَالَهُ إِتْيَانًا؟ قَالَ بَلَى قَالُوا فَأَعْرِضْ فَقَالَ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَرَفَعَ يَدَيْهِ
حَتَّى يُحَازِي بِهَيْمَامَنْكَبَيْهِ (إلى انحر الحديث) قَالَ أَبُو عَيْسَى هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

ترمذی شریف باب ماجاء فی وصف الصلوة ۶۷

ترجمہ: حضرت ابو حمید الساعدی دس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جن میں ایک حضرت
ابو قتادہ (فارسی رسول اللہ) بھی تھے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔

ان سب حضرات نے کہا یہ کیونکر ممکن ہے جب آپ نہ ہم سے زیادہ قدیم الاسلام میں اور نہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم سے زیادہ آمد و رفت رکھتے تھے، حضرت ابو حمید الساعدی نے فرمایا بیشک آپ کی
بات درست ہے۔ (دوسری روایت میں یہ عبارت بھی ہے) ان دس صحابہ نے فرمایا تو پھر

آپ بیان کرو حضرت ابو حمید الساعدی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بالکل سیدھے
کھڑے ہوتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ وہ آپ کے کندھوں کے مقابل ہو جاتے۔ (اخیر حدیث تک)

امام ترمذی اس کو نقل فرما کر لکھتے ہیں ہذا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے یعنی حدیث کی اعلیٰ و بہتر قسموں میں شامل ہے۔ (ترمذی، باب ماجاء فی وصف الصلاة) عَنْ وَايِلَ بْنِ حُجْرٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا وَايِلَ بْنَ حُجْرٍ إِذَا صَلَّيْتَ فَأَجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ وَالرُّأْسَ تُجْعَلُ يَدَيْهِمَا حِذَاءَ نَدْيَيْهَا (مجمع الزوائد) ترجمہ: حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے وائل بن حجر جب تم نماز شروع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ سینے تک اٹھائے۔ یہ حدیث مجمع الزوائد میں موجود ہے کتاب الصلاة باب ۱۶۹ رقم الحدیث ۲۵۹۳ باب رفع الیدین فی الصلاة ۲۴۲۲۔

نماز میں دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا

عَنْ وَايِلَ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ وَضَعَ يَدَيْهِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (مصنف بن ابی شیبہ، باب وضع الیمن علی الشمال) ترجمہ: وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کی حالت میں دیکھا ہے آپ اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے ہیں۔

عَنْ أَبِي حُجَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ السُّنَّةُ وَضَعُ الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ۔ (دارقطنی، ۲۸۹)

رقم الحدیث ۱۰۸۹ باب فی انحد الشمال بالیمنی فی الصلاة

ترجمہ: ابو حنیفہ کہتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے نماز میں ہاتھ کوناف کے نیچے رکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

یہ حدیث دارقطنی کے علاوہ ابوداؤد کے نسخہ ابن اعرابی میں موجود ہے۔

عَنْ هَلْبِيِّ (يزيد بن قنافة الطائي) قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَوْمًا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَضَعَهُمَا

فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَضَعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلَّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ.

(ترمذی ۵۹۱ باب ماجاء فی وضع الیہین علی الشمال فی الصلاة)

ترجمہ: حضرت یزید بن قنابہ الطائی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہماری امامت فرمایا کرتے تھے، آپ اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا بایاں ہاتھ تھامے ہوئے ہوتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں، بعض صحابہ نے اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا پسند کیا اور دوسرے بعض نے ناف کے اوپر اس مسئلے میں دونوں عمل جائز ہیں۔

ملفوظہ: حدیث کے راوی ہُلب کا پورا نام یزید بن قنابہ قبیلہ طے کے باشندے ہیں، یہ گنچہ سر تھے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا بہت جلد خوبصورت بال نکل آئے، ہُلب کے معنی ”گنچہ سر“ ہیں، پھر یہی نام سے پکائے گئے۔

نماز میں صرف تکبیر تحریمیہ کے وقت ہاتھ اٹھانا

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ الْأَخْبَرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَوْلَ مَرَّةٍ ثُمَّ لَمَّ يَدَيْهِ (ترمذی شریف ۵۹۱ باب رفع الیہین عند الركوع. والمناظرة لم يرفع الا في اول مرة. نسائی شریف ۱۱۷۱ باب ترك ذلك. طحاوی شریف ۱۶۲۱ باب التكبير للركوع والتكبير للسجود الرفع عن الركوع هكذا مع ذلك رفع املا)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود نے (ایک دن لوگوں سے) کہا، کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز نہ بیان کروں؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اٹھایا پھر (نماز کی کسی بھی حالت میں) دونوں ہاتھ نہیں اٹھائے۔

حضرت عمر بن الخطاب بھی صرف تکبیر تحریمیہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر کسی حالت میں نہیں اٹھاتے۔ (طحاوی ۱۶۲۱ باب التكبير للركوع والتكبير للسجود الخ۔ بیہقی ۲/۳۹۳ باب من لم

يَذْكُرُ الرُّفْعَ اَلْعِنْدَ الْاِفْتِاحِ

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا آپ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رُفْعِ يَدَيْنِ کر رہے تھے، الحدیث۔ — جب یہ روایت حضرت ابراہیم نخعیؒ المتوفی ۹۶ھ کو پہنچی تو فرمایا: اِنْ كَانَ رَأَى مَرَّةً فَقَدْ رَأَى ابْنَ مَسْعُودٍ خَمْسِينَ مَرَّةً اِنَّهُ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اِفْتِاحِ الصَّلَاةِ (طحاوی شریف ۱۳۳) ترجمہ: وائل بن حجرؓ نے ممکن ہے ایک آدھا مرتبہ دیکھا ہو لیکن حضرت ابن مسعود نے پچاس دفعہ دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے تھے، پھر اس کا اعادہ نہ کرتے۔

اس روایت پر امام اعمشؒ نے اعتراض کیا تھا وہ یہ کہ جب ابراہیم نخعیؒ نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو دیکھا ہی نہیں جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہے تو پھر ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا عمل نقل کرنا کیونکر درست ہے؟ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے ایک موقع پر خود اس کا جواب دیا تھا، فرمایا، میں اپنے اور صحابی رسول کے درمیان اسی صورت میں واسطہ ترک کرنا ہوں، جب مجھ کو یہ حدیث کئی ایک راوی بیان کرتے ہیں اور جب میں صحابی رسول کا واسطہ نقل کرتا ہوں تو وہ روایت مجھ کو صرف اسی راوی سے ملی ہوگی۔ — امام دارقطنی لکھتے ہیں کہ امام ابراہیم نخعیؒ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے علوم و فتنہ کے سب سے بڑے عالم ہیں، لہذا ان کا یہ کہنا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پچاس دفعہ دیکھا، بالکل درست ہے۔ (طحاوی شریف ۱۳۳)

نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آمستہ پڑھنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ

وَعُثْمَانُ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (مسلم شریف ۱۲/۱، باب

حجۃ من قال لا یجہر بالبسملة)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق

اور حضرت عمر الفاروق اور حضرت عثمان الغنی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز میں پڑھی ہیں، ان میں سے کسی کو بھی

نماز میں (سورہ فاتحہ سے پہلے) بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

وَفِي رِوَايَةٍ كَانُوا لَا يَجْهَرُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (مسلم شریف ۱۲/۱، باب

حجۃ من قال لا یجہر بالبسملة۔ نسائی شریف ۱۰۵، باب ترک الجہر بسبم اللہ الرحمن الرحیم

یہ چاروں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر الفاروق اور

حضرت عثمان الغنی رضی اللہ عنہم نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آواز سے پڑھا نہیں کرتے تھے (یعنی آمستہ پڑھا

کرتے تھے۔

تیسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: كَانُوا يُخْفُونَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ترجمہ: یہ چاروں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور عمر الفاروقؓ

اور عثمان الغنیؓ نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم آمستہ پڑھا کرتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ

يَفْتَتِحُونَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (ترمذی شریف ۱۰۵، باب فی افتتاح الصلوة

بالحمد لله رب العالمين۔

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اور

حضرت عثمان اپنی نماز کا آغاز (سورہ فاتحہ) الحمد للہ رب العالمین سے کیا کرتے تھے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ پڑھتے اور سورہ فاتحہ الحمد للہ رب العالمین آواز سے پڑھا کرتے،

اسی کتاب ترمذی شریف جلد اول میں باب ماجاء فی ترک الجہر بسم اللہ الرحمن الرحیم کا عنوان مذکورہ الفاظ سے موجود ہے جس میں امام ترمذی نے وہ ساری احادیث جمع کی ہیں جن میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو نماز میں آواز سے نہیں پڑھا گیا۔

ان ساری احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ بغیر آواز کے پڑھی جائے یہی سنت طریقت ہے۔

مقتدی کو امام کے چھپے خاموش کھڑا رہنا چاہیے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لَنْ حَمْدًا فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (نسائی شریف اربعہ، ابواب قراءۃ ام القرآن خلف الإمام فیما جہر بہ، الامام، ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ سَمِعَ اللَّهُ لَنْ حَمْدًا کہے تم اللہم ربنا لک الحمد کہو۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فليؤمِّتْكُمْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَانصِتُوا۔ (مسند احمد ۲/۲۴۲ رقم الحدیث ۱۹۵) ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ الاشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنا کوئی ایک امام مقرر کر لو اور جب وہ قرأت کرے تو تم سب چپ رہو۔

نسائی شریف اور مسلم شریف میں یہ روایت موجود ہے، امام مسلم کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً
 لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فِيهَا خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ فَقَالَ لَهُ حَامِلُ
 الْحَدِيثِ إِنِّي أَكُونُ أَخْيَانًا وَرَاءَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ اقْرَأْ بِنَفْسِكَ. (ابوداؤد دار ۱۱۹
 باب من ترك القراءة في صلواته. مسلم، ۱۱۰۰ باب ايحباب قراءة الفاتحة في كل ركعة).
 ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی
 نماز پڑھے اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے وہ نماز ناقص غیبہ تمام ہے۔ اس حدیث
 کے سننے والے راوی نے پوچھا اے ابو ہریرہ جب میں کسی امام کے پیچھے ہوں تو کیا میں قرأت کروں؟
 حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا تم اپنے دل میں پڑھ لیا کرو۔

اس حدیث کے بارے میں امام الحدیث سفیان الثوری اور امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں کہ یہ
 حدیث لا صلوة الا بفاتحة الكتاب تنہا نماز پڑھنے والے کے بارے میں ہے کہ وہ ہر رکعت میں
 فاتحہ پڑھے لیکن امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا یہ حکم نہیں ہے، امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا خاموش کھڑا رہے
 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ إِنَّهُ يَقُولُ مَنْ صَلَّى رُكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأَمْرِ الْقُرْآنِ
 فَلَمْ يُصَلِّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ وَرَاءَ الْإِمَامِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ
 (ترمذی اراء، باب ما جاء في ترك القراءة خلف الامام اذا جهر بالقراءة موطا مالک اراء، باب ما جاء في ام القرآن
 ترجمہ: ابو نعیم راوی کہتے ہیں میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کوئی
 نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز درست نہیں البتہ اگر وہ امام کے پیچھے ہو تو قرأت ضروری نہیں امام
 ترمذی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (یعنی حدیث کی دونوں اعلیٰ اور بہتر قسموں میں شامل ہے)۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَهْ إِمَامٌ فِقِرَاءَةِ

الْإِمَامِ لَهُ قِرَاءَةٌ. (ابن ماجہ اراء، باب اذا قرأ الامام فانصتوا)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس

کا کوئی امام ہو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت شمار ہوگی۔

خلاصہ کلام

ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ؟ أَوْ أَنْصَتُ؟
یا رسول اللہ کیا میں امام کے پیچھے تدرارت کروں یا چُپ رہوں؟ آپ نے ارشاد فرمایا بَلْ أَنْصَتُ
فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ ارشاد فرمایا نہیں بلکہ خاموش رہو یہ بات تم کو کافی ہے۔ یہ حدیث دارِ قطنی ۳۲۲
رقم الباب ۲۳ رقم الحدیث ۱۲۲۲ اور بیہقی میں ۵۳۲۲ باب مَنْ قَالَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مِمَّنْ مَوْجُودٌ ہے

ملفوظ

تنہا نماز پڑھنا اور امام کے پیچھے نماز پڑھنا دو علاحدہ علاحدہ مسئلے ہیں۔
جن احادیث میں سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ تنہا نماز پڑھنے والوں کا حکم ہے جس میں
امام بھی شامل ہے ایسی صورت میں سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اور جن میں خاموش
رہنے کا حکم ہے وہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا حکم ہے کہ وہ لوگ امام کے پیچھے قرارت نہ کریں، بلکہ
خاموش رہیں۔ مذکورہ جواب عالی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جواب عنایت فرمایا: بَلْ
أَنْصَتُ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ۔

ترجمہ: امام کے پیچھے خاموش رہو کیونکہ امام کی قرارت مقتدی کے لئے کافی ہے۔
یہ حدیث دارِ قطنی اور بیہقی میں موجود ہے۔

علامہ ابن القیم اور ان کے استاذ علامہ ابن تیمیہ اہل حدیث، سلفی، غیر مقلدین حضرات کے بزرگ
اور ان کے بزرگوں کے بزرگ ہیں، اہل حدیث کی ساری تحقیقات انہی دو بزرگوں کی تحقیقات پر ٹھہرتی
ہیں، اول الذکر علامہ ابن القیم اپنی مشہور زمانہ کتاب "اعلام الموقعین عن رب العالمین" میں نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا جواب نقل کیا ہے اور اس کو حدیث صحیح قرار دیا ہے۔

(اعلام الموقعین ۲۳۰/۲۳۱)

نماز میں آمین، آہستہ کہنا

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ (مسند احمد ۳/۳۷۲)
دارقطنی ۳۲۲ باب التامین فی الصلاة، رقم الحدیث ۱۲۵۶

حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، جب آپ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا تو آہستہ آواز سے آمین کہی۔

دو رکعت کے درمیان جلسہ استراحت کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صَدْرِهِ قَدَمَيْهِ. ترمذی ۶۳۱ باب ما جاء كيف النهوض من السجود
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے قدموں کے بل کھڑے ہوا کرتے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يَنْهَضُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى صَدْرِهِ قَدَمَيْهِ وَلَمْ يَجْلِسْ. (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹۲ باب مَنْ كَانَ يَنْهَضُ عَلَى صَدْرِهِ قَدَمَيْهِ، بہقی ۴۰۲)
باب مَنْ قَالَ يَرْجِعُ عَلَى صَدْرِهِ قَدَمَيْهِ
ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود نماز میں اپنے قدموں کے پنجوں کے بل کھڑے ہوتے اور جلسہ نہ کرتے۔

نماز میں بائیں پیر پٹھینا اور دایاں پیر پنچہ کھڑا کرنا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ

بِالتَّكْبِيرِ إِلَى أَنْ قَالَتْ، وَكَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيُنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى

اسلم شریف ۱۹۲۱ باب ما یجمع صفة الصلوة وما یفتح به و یختتم به

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر (اللہ اکبر) کے کلمہ سے اپنی نماز کا آغاز کرتے۔ اور بیٹھتے وقت (قعدہ میں) بائیں پر بچھا دیتے اور دایاں پر (پنچہ) کھڑا کر دیتے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرَانَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي لِلسَّهْدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى يَمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَنُصِبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى.

(ترمذی شریف ۶۵۱ باب کیف الجلوس فی التَّشَهُدِ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں، میں مدینہ منورہ آیا اور یہ طے کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں (کہ آپ کیسے ادا کرتے ہیں) پھر جب آپ تشہد کے لئے قعدہ میں بیٹھے تو اپنا بائیں پر بچھا دیا اور اپنا بائیں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور اپنا دایاں پر (پنچہ) کھڑا کر دیا۔

تشہد میں صرف اشارہ کرنا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ ابْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رُكْبَتِهِ وَرَفَعَ أُصْبُعَهُ الَّتِي تَلِي الْأَيْمَانَ الْيُمْنَى يَدْعُو بِهَا وَيَدَّ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ بِأَسِطَاءِ عَلَيْهِ (ترمذی شریف ۶۵۱ باب ما جاء فی الاشارة)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب قعدہ کرتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنی اس انگلی کو جو دائیں انگوٹھے سے متصل ہے (یعنی شہادت کی انگلی) کو اٹھاتے دعا کرتے اور آپ کا بائیں ہاتھ بائیں گھٹنے پر پھیلا ہوا ہوتا۔

امام ترمذی اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ يَخْتَارُونَ الْإِشَارَةَ فِي الشَّهَادَةِ وَهُوَ قَوْلُ أَصْحَابِنَا (ترمذی ۱۶۵) ترجمہ: اسی پر عمل ہے بعض اہل علم صحابہ کرام اور تابعین عظام حضرات کا انہوں نے شہد میں اشارہ کرنے کو پسند کیا ہے (امام ترمذی یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے محدثین کرام کا بھی یہی قول ہے۔

ملفوظ:

شہد میں اشارہ کرنے کا سیدھا سادہ مفہوم یہی تو ہے کہ کلمہ شہادت پر دائیں ہاتھ کی انگلی کو حرکت دی جائے تاکہ قوی اور عملی شہادت ایک ساتھ ہو جائے، بس اس کا یہی مقصد ہے (روایت میں اشارہ کرنا ثابت ہے عمل اشارہ مراد نہیں، مسلسل اشارہ کرتے رہنا مذکورہ بالا حدیث میں "رَفَعَ أَصْبُعَهُ" کے الفاظ میں آپ نے انگشت اٹھانی، رفع کے معنی اٹھانا، اونچا کرنا ہیں اور یہ عمل صرف ایک حرکت پر ختم ہو جاتا ہے معلوم نہیں کس غلط فہمی کا نتیجہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں کلمہ شہادت پر انگلی کو مسلسل حرکت دی جاتی ہے (یعنی عمل اشارہ) یہاں تک کہ امام سلام پھیرے۔

فجر کی چھوٹی ہونی دو سنتیں سورج طلوع ہونیکے بعد ادا کرنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَأَصَلُّوا بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيَّبَ الشَّمْسُ. (بخاری شریف ۸۲ باب الصَّلَاةُ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید الخدری کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک سورج غروب ہو جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ

رَكَعَتِي الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ.

(ترمذی شریف ۹۶۱ باب ماجاء فی اعادتهم بعد طلوع الشمس)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی دو رکعتیں سنت، نہ پڑھی ہوں اس کو چاہئے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔

فجر کی نماز کو کچھ تاخیر سے اجالے میں ادا کرنا

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
اسْفِرُوا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ بِالْأَجْرِ (ترمذی شریف ۱۲۰۴ باب ماجاء فی الاسفار بالفجر)
ترجمہ: رافع بن خدیج کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے فجر
کی نماز کو اجالے میں ادا کرو کیونکہ ایسا کرنا ثواب کو بڑھا دیتا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رِجَالٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اسْفَرْتُمْ بِالصُّبْحِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ بِالْأَجْرِ (نسائی شریف ۶۴۱ باب الاسفار)
ترجمہ: حضرت محمود بن لبید اپنی قوم کے چند انصاری صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم فجر کی نماز کو جس قدر اجالے میں ادا کرو گے ثواب میں زیادتی ہوگی۔

ملفوظ

غالباً ثواب کی یہ زیادتی مصلحتین کی کثرت کی وجہ سے ہوئی، کیونکہ فجر میں کچھ تاخیر کرنے سے لوگوں
کی کثرت ہوگی اور کثیر جماعت کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

موسم گرما میں نمازِ ظہر کو کچھ تاخیر سے ادا کرنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوا

بِالظُّهْرِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔ بخاری شریف ۱۷، باب الأبراد بالظھر فی شدّة الحرّ
ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدریؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ظہر
کی نماز کو ٹھنڈے وقت ادا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کے جوش سے ہوتی ہے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ
أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔ (نسائی شریف ۱۷، باب تعجیل الظھر فی البرد)
ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موسم گرما میں نماز
ٹھنڈے وقت ادا کرتے اور موسم سرما میں جلدی ادا کرتے۔ (یعنی موسم گرما میں ظہر کی نماز کو چوتھا خیر
سے پڑھتے تاکہ اطمینان سے نماز ادا ہو اور موسم سرما میں اس کی ضرورت نہ تھی، کیونکہ موسم سرما میں
موسم کی خوشگواہری سے خشوع و خضوع میں خلل نہیں پڑتا۔)

وتر کی نماز تین رکعت میں اور دعائے قنوت رکوع کے بعد

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَوَى عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَأَى أَنُ قَالَ، ثُمَّ أَوْتَرَيْتَ ثَلَاثًا۔ (مسلم ۱۲۶۱، باب صلوة النبی و دعاءہ باللیل)
ترجمہ: یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا اختصار یہ ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں
میں ایک دن اپنی خالہ ام المؤمنین سیدہ میمونہؓ کے حجرے میں اس غرض سے رات گزارا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی رات والی نماز دیکھوں کہ آپ آخر شب میں کس طرح ادا کرتے ہیں (ابن عباسؓ نے
تفصیل بیان کی، پھر آخر میں فرمایا کہ اپنے تین رکعت وتر کی نماز ادا کی۔)

عَنْ أَبِي سَلْمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا
تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِمْ وَطَوْلِهِمْ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِمْ وَ

طَوْلَهُنَّ ثُمَّ يَصَلِّي ثَلَاثًا فَعَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْتَانِي قَبْلَ أَنْ
 تَوْتِرَ؟ فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنِي تَنَامَانِ وَلَا تَنَامُ قَلْبِي. قَالَ أَبُو عَيْسَى هَذَا حَدِيثٌ
 حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ترمذی ۱۹۹۱ باب مَا جَاءَ فِي وَصْفِ صَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ)
 ترجمہ: حضرت ابوسلمہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی رمضان المبارک والی راتوں میں نمازوں کی کیا کیفیت ہو کرتی تھی؟ سیدہ عائشہ صدیقہ
 نے فرمایا، رمضان اور غنیمہ رمضان کی راتوں کی عبادت یکساں رہا کرتی تھی، آپ ہر رات گیارہ
 رکعت نماز ادا فرماتے تھے پہلے چار رکعت پڑھتے، اے ابوسلمہ تم ان چار رکعت کی خوبی اور درازی
 نہ پوچھو (یعنی نہایت پرسکون اور خوبی کے ساتھ اس میں قرآن کی تلاوت کثرت سے کرتے) اس کے بعد
 پھر چار رکعت ادا فرماتے، تم اس کی بھی خوبی اور درازی نہ پوچھو، پھر آخر میں تین رکعت ادا فرماتے
 سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں، میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا وتر کی نماز پڑھنے سے پہلے
 سو جاتے، آپ نے ارنا فرمایا، اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں، دل بیزار رہا کرتا ہے۔
 (مطلب یہ کہ وتر کی قضا ہونے کا امکان نہیں)۔

امام ترمذی اس حدیث کو نقل فرما کر لکھتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(ترمذی شریف ۱۰۶۱۰ باب مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ بِثَلَاثٍ)

ترجمہ: حضرت علی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت نماز وتر پڑھا
 کرتے تھے۔ امام ترمذی اس حدیث کو نقل فرما کر لکھتے ہیں، صحابہ کرام اور تابعین
 عظام کی ایک بڑی جماعت کہتی ہے کہ آدمی کو تین رکعت نماز وتر ادا کرنی چاہیے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوُتْرِ سَبْعَ

اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هَذَا اللَّهُ أَحَدٌ فِي رَكْعَةٍ رَكْعَةٍ.

(ترمذی شریف ۱۰۶۱۰ باب مَا جَاءَ فِي الْوُتْرِ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سورہ سج اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرؤن اور تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے۔ امام ترمذی لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کے علاوہ یہی حدیث سیدہ عائشہ صدیقہ سیدنا علی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے بھی نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں رکعت اور فرماتے تھے۔

امام ترمذی لکھتے ہیں: وَأَخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ فَرَأَى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْقُنُوتَ فِي الْوُتْرِ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا وَأَخْتَارَ الْقُنُوتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سَفِيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَاسْتَحَقَّ وَأَهْلُ الْكُوفَةِ (ترمذی شریف ۱۰۶۱ باب ماجاء فی القنوت فی الوتر)

ترجمہ: امام ترمذی لکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں بعض حضرات دعائے قنوت تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے پڑھا کرتے اور بعض حضرات رکوع کے بعد لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعود تمام سال تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے پڑھا کرتے تھے، محدثین کرام میں امام سفیان الثوری امام عبد اللہ بن مبارک امام اسحق کا بھی یہی قول ہے کہ تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھا جائے۔

نماز تراویح کی بیس رکعتیں

عَنْ يَزِيدِ بْنِ رُوْمَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً. (موطا امام مالک ۴۰ باب ماجاء فی قیام رمضان)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں، سیدنا عمر بن الخطاب کے دور خلافت میں صحابہ کرام بیس رکعت نماز رمضان المبارک کی راتوں میں پڑھا کرتے تھے (بیس رکعت نماز تراویح اور میں رکعت وتر) وَرَوَى مَالِكٌ عَنْ طَرِيقِ يَزِيدِ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدِ عِشْرِينَ رَكْعَةً

(فتح الباری ۵/۱۵۶)

ترجمہ: امام مالک نے سائب بن یزید سے تراویح کی بیس رکعت نقل کی ہے۔
اس روایت کو حافظ ابن حجر نے قبول کیا ہے، امام شوکانی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔
نوٹ: ان سب روایتوں کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں، امام بخاری نے بھی ان راویوں سے
احادیث نقل کی ہیں۔ (بخاری شریف ۳۱۲ باب اقتناء الکلب للحوث)

عَنْ حَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعِ ابْنِهِ قَالَ كَانَ اَبِي بِن كَعْبٍ يُصَلِّي
بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِيْنَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ
(مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹۳۲ باب فی صلوٰۃ رمضان)

ترجمہ: حسن بن عبد العزیز (تابعی) کہتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعبؓ مسجد نبوی شریف
مدینہ منورہ میں رمضان کی راتوں میں صحابہ کرام کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کی نماز پڑھایا
کرتے تھے۔

نماز وتر کے بعد دو رکعت نفل نماز

عَنْ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهِ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي
بَعْدَ الْوُتْرِ رَكْعَتَيْنِ. قَالَ أَبُو عِيْسَى وَقَدْ رَوَى نَحْوَهُ هَذَا عَنْ اَبِي اُمَامَةَ وَعَائِشَةَ
وَاْخَرَ وَاحِدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترمذی ۱۰۸۱۰ باب ماجاء لاوتران فی لیلة)
ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ اپنی والدہ (بخیرہ) سے نقل کرتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ
فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ امام ترمذی
کہتے ہیں، اس جیسی روایت حضرت ابو امامہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ اور اکثر اصحاب رسول نقل کرتے ہیں

عیدین کی نماز میں چھ تکبیرات زیادہ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَأَلَ اَبَا مُوسَى الْاَشْعَرِيَّ وَحَدِيْفَةَ بْنِ اِيْمَانَ

كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى
الْأَشْعَرِيُّ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا كَبِيرَةً عَلَى الْجَنَازَةِ فَقَالَ حَدِيثُهُ مُصَدَّقٌ فَقَالَ
أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أَكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ

(ابوداؤد شریف ۱۶۳ باب التکبیر فی السعیدین)

ترجمہ: سعید بن العاص نے حضرت ابو موسیٰ الاشعریٰ اور حضرت حذیفہ بن الیمان سے
پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کتنی تکبیریں کہا کرتے تھے؟ حضرت
ابو موسیٰ الاشعریٰ نے فرمایا، نماز جنازہ کی تکبیرات کی طرح (عید کی ہر رکعت میں) چار تکبیریں
کہتے تھے اس پر حضرت حذیفہ بن الیمان نے فرمایا، آپ صحیح کہتے ہیں، حضرت ابو موسیٰ الاشعریٰ کہتے ہیں،
جب میں شہر بصرہ کا حاکم تھا اس وقت عیدین کی نماز اسی طرح پڑھایا کرتا تھا (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ
اور تین تکبیریں زائد دوسری میں رکعت کی تکبیر اور تین زائد)

سجدة سہو سلام کے بعد کرنا چاہئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ هُمَا بَعْدَ السَّلَامِ قَالَ أَبُو
عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. (ترمذی شریف ۱۰۹۰ باب جاء فی سجدة السهو بعد السلام والكلام)
ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دونوں
سجدے سلام کے بعد کئے۔

امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن و صحیح ہے (حدیث کی اعلیٰ و بہتر قسم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ
خَمْسًا فِقِيلَ لَهُ أُرِيدَ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ؟ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا
فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ. وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا شِئْتَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّرِ
الصَّوَابَ فَلْيُكَبِّرْ عَلَيْهِ ثُمَّ سَلِّمْ ثُمَّ سَجِدْ سَجْدَتَيْنِ. (بخاری شریف ۱۶۳ باب إذا

صَلَّى خَمْسًا. مسلم شریف ۲۱۱ باب من شك في صلاته فلم يدركه صلى الخ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں، ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھیں، آپ سے عرض کیا گیا کیا ظہر کی نماز میں پانچویں رکعت کا اضافہ ہوا ہے آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟

صحابہ نے عرض کی، آپ نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھائی ہے، اس پر آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کئے، دوسری روایت میں یہ مضمون ہے اگر تم کو اپنی نماز میں شک ہو جائے کبھی زیادتی کا تو یقینی بات (ظن غالب) پر عمل کیا جائے اور اس کی تکمیل کی جائے پھر سلام پھیرا جائے پھر دو سجدے کئے جائیں۔



اذان اور اقامت

اذان اور اقامت کے کلمات

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ أَذَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَفْعًا
 شَفْعًا فِي الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ (ترمذی شریف ۲۸۱ باب ماجاء فی ان الاقامة مثنی مثنی)
 ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان اور اقامت
 دو دو کلمات والی ہوتی تھیں یعنی اذان اور اقامت کے کلمات برابر برابر ہوا کرتے
 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا اصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَجُلًا قَامَ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَحْضَرَانِ فَقَامَ
 عَلَى حَائِطٍ فَأَذَّنَ مَثْنَى مَثْنَى وَأَقَامَ مَثْنَى مَثْنَى۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۲۰۳ باب ماجاء فی الاذان والاقامة کیف ہو)

ترجمہ: عبد الرحمن بن ابی لیلی (تابعی) کہتے ہیں کہ ہم سے بہت سارے اصحاب رسول صلی
 اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زید انصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آج رات خواب دیکھا کہ ایک شخص جس پر دو سبز رنگ کے
 چادریں تھیں ایک دیوار پر کھڑے پھر اس نے دو دو کلمات سے اذان پڑھی، اور دو دو کلمات
 ہی سے اقامت کہی۔

ملفوظ

یہ سنہ ہجری کا واقعہ ہے اذان کا موجودہ طریقہ مدینہ منورہ میں ابھی تک شروع نہ ہوا تھا، مختلف ذرائع سے مسلمانوں کو نماز کے لئے جمع کیا جاتا تھا، جب مذکورہ صحابی عبداللہ بن زید بن عبد ربیع نے خواب میں اذان سنی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صبح بیان کیا، آپ نے اذان کا یہی طریقہ مقرر کر دیا۔ دیگر روایات میں مزید یہ وضاحتیں ملتی ہیں کہ جب خواب والی اذان حضرت بلالؓ سے پڑھوائی گئی تو دس سے زائد صحابہ کرام نے بھی شہادت دی کہ ہم نے بھی گذشتہ رات ایسے ہی خواب دیکھا ہے، سیدنا عمرؓ بھی دوڑتے ہوئے آئے اور کہا یا رسول اللہ ایسے ہی کلمات میں نے بھی خواب میں سنے ہیں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرے ہاں وحی آچکی ہے۔

خلاصہ کلام

مدینہ المنورہ کی اس اذان میں اذان اور اقامت کے کلمات برابر برابر ہیں، جیسا کہ آج ہندو پاک و دیگر ممالک اسلامیہ میں رائج ہیں یعنی ہر کلمہ دو دو بار پڑھا جائے جن صحابی نے خواب میں دو فرشتوں کو اذان و اقامت دیتے سنا ہے اس کا پورا نام عبد اللہ بن زید بن عبد ربیع ہے، یہ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔

اس روایت کو امام بیہقی نے اپنی "سنن بیہقی" میں معتبر سند کے ساتھ نقل کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس روایت کے سائے راوی "رجال الصیحح" یعنی حدیث بخاری و مسلم کے راوی ہیں، حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے مذکورہ راوی حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ جنہوں نے اذان کی خواب والی روایت نقل کی ہے ایک سو بیس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف پایا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

عورت کی نماز

نماز جیسے مردوں پر فرض ہے عورتوں پر بھی فرض ہے ایسے ہی نماز کا جو طریقہ مردوں کے لئے مقرر ہے وہی طریقہ عورتوں کے لئے بھی ہے۔

نماز کے ارکان، فرائض، واجبات، سنن وغیرہ مرد اور عورت پر یکساں ہیں، نماز کے شرائط میں بھی اوقاتِ صلوة، طہارت، استنجاء، طہارت، استقبالیہ قبلہ، تکبیرات، قرأت، رکوع، سجود وغرض نماز کی ہر کیفیت میں مرد اور عورت کا ایک ہی حکم ہے، البتہ عورتوں کے لئے چند ایک عمل نماز میں مردوں سے کچھ مختلف ہیں، جن کو یہاں اختصار کے ساتھ درج کیا جاتا ہے، اس کے بعد بطور ثبوت احادیث اور اقوال صحابہ نقل کئے جائیں گے۔

(۱) مردوں کو مسجد کی حاضری ضروری ہے عورتوں کو یہ حکم نہیں۔

(۲) مردوں کو باجماعت نماز ادا کرنا ضروری ہے عورتوں پر یہ پابندی نہیں۔

(۳) نماز میں مردوں کا ستر ناف سے گھٹنوں تک فرض ہے، عورتوں کے لئے سوائے چہرہ اور ہاتھ پیرا گٹے اور ٹخنے، سارے جسم کا پردہ کرنا ضروری ہے۔

(۴) نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا کہ نامحرم مرد سنین عورتوں کو منع ہے، مرد بلند آواز سے قرائت کر سکتا ہے۔

(۵) مردوں کا امام صف سے آگے کھڑا ہوگا، اگر عورتیں جماعت سے نماز ادا کریں تو انکی عورت امام صف کے درمیان کھڑی ہوگی۔

(۶) تکبیر تحریمیہ کے وقت مرد دونوں ہاتھوں کو کشادہ اور بلند کرے گا، عورت دونوں ہاتھوں کو بلند اور کشادہ نہیں کرے گی۔

(۷) تکبیر تحریمیہ کے بعد مرد اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھے گا عورت اپنے ہاتھ سینے پر رکھے گی۔
 (۸) قیام کی حالت میں مرد اپنے دونوں پر کشادہ رکھے گا عورت دونوں پیروں کو قریب ملا کر رکھے گی۔
 (۹) سجدہ کی حالت میں مرد اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے جدا رکھے گا، عورت اپنا پیٹ اپنے رانوں سے چمٹائے ہوئے زمین سے لگی رہے گی۔

(۱۰) نماز کے قعدہ میں مرد اپنے بائیں پیر پر بیٹھے گا اور دایاں پیر (پنجہ) کھڑا کرے گا عورت اپنے پیر پر نہ بیٹھے گی بلکہ زمین پر بیٹھ جائے گی اور اپنے دونوں پیر دہنی طرف نکال دے گی۔

یہ کم و بیش دس مسائل ہیں جو نماز میں عورتوں کے لئے سنت ہیں، ان مسائل میں مرد شریک نہیں۔۔۔۔۔ سنن بیہقی ج ۱۲ ص ۲۳۱ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فَاِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ۔ ترجمہ، نماز کے ان مسائل میں عورت کا حکم مرد کے حکم سے مختلف ہے۔

احادیث اور اقوال صحابہ

قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ سَمِعْتُ عَطَاءً سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ حَدَّثَنِيَّهَا وَقَالَ بَعْدَ اسْطِرْ لَا تَرْفَعُ بِذَلِكَ يَدَيْهَا كَالرَّجُلِ وَأَشَارَ فَنَحَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّا أَوْ جَمَعَهَا إِلَيْهِ جِدًّا وَقَالَ إِنَّ الْمَرْأَةَ هَدِيَّةٌ لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ

مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۹ باب فی المرأة اذا افتتحت الصلوة الی ابن ترفیع

ترجمہ: امام بخاری کے استاذ امام ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے سنا ہے جب ان سے عورت کے ہاتھوں کو چھانکنا کہ وہ نماز میں ہاتھ کس

طرح اٹھائے فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھ سینے تک اٹھائے اور اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں، پھر انہوں نے اس عمل کو اشارہ سے بتایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور ان دونوں کو اچھی طرح ملا دیا اور فرمایا نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهٗ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّينَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ ثُمَّ امْرُنَ أَنْ يَحْتَفِزْنَ (جَامِعُ الْمَشَارِقِ ۴۰) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کس طرح نماز پڑھتی تھیں؟ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا ابتدائی زمانے میں عورتیں چار زانو ہو کر بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر بیٹھا کریں۔

عَنْ وَاِئِدِ بْنِ حَجْرَةَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا وَاِئِدُ بِنِ حَجْرَةَ اِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلِي يَدَيْكَ حِذَاءَ اُذُنَيْكَ وَالْمَرْءُ اُتَّجَعَدُ يَدَيْهَا حِذَاءَ شَدْيَيْهَا (مَجْمَعُ الزَّوَاوِدِ ۱۰۳۲) باب رفع اليدين في الصلاة. رقم الحديث ۲۵۹۲) ترجمہ: حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے وائل بن حجر جب تم نماز شروع کرو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ اپنے سینے تک اٹھائے۔

عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَعَى عَلَى امْرَأَتَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدْتَ مَافَضَّمَا بَعْضَ اللّٰحْمِ اِلَى الْاَرْضِ فَاِنَّ الْمَرْءَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ. (سنن ابی حبیبی ۲۲۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو عورتوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا، جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمادو اس لئے کہ اس مسئلہ میں عورت مرد کے برابر نہیں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا

جَلَسَتْ الْمَرْأَةُ لِلصَّلَاةِ وَضَعَتْ فَخِذَيْهَا عَلَى فَخِذِهَا الْأُخْرَى وَإِذَا سَجَدَتْ
الصَّفَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَأَسْتَرٍ مَا يَكُونُ لَهَا، وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْظُرُ إِلَيْهَا
وَيَقُولُ لَهَا مَلَأْتُكِ أَشْهَادُ كَمَا لِي قَدْ غَفَرْتُ لَهَا۔ (سنن البیهقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
جب عورت نماز کے لئے بیٹھے تو اپنی ران کو ران سے لگائے اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ
کو اپنی دونوں رانوں سے ملائے اس طرح کہ اس سے زیادہ ستر ہو سکے، اور اللہ تعالیٰ اس عورت
کو دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے حکم فرماتے ہیں اے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اس عورت کو بخش دیا۔
عَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَصْنَمْ فَخِذَيْهَا

(سنن البیهقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت علیؑ سے روایت ہے فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو سرین (پشت)
کے بل بیٹھ جائے اور اپنی دونوں رانوں کو ملالے (یعنی ٹک کر زمین پر بیٹھ جائے)۔
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِزُ۔

(سنن البیهقی ۲/۲۲۳)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا (اس کی کیا
کیفیت ہے؟) آپ نے فرمایا اپنے سارے اعضاء کو ملالے اور سرین (پشت) کے بل بیٹھ جائے۔

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا احادیث شریفہ اور صحابہ کرام و تابعین عظام کے اقوال و آثار و روایات سے جو
عورتوں کی نماز کا صحیح طریقہ ثابت ہوتا ہے وہ مردوں کی نماز سے کچھ مختلف ہے۔
عورتوں کی نماز کے طریقے میں زیادہ سے زیادہ پردہ اور حجب کو سمٹ سہمٹا کر ایک دوسرے
عضو سے ملا کے رکھنا ثابت ہوتا ہے اور یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے

آج تک امت میں بلا کسی اختلاف و نزاع چلا آ رہا ہے، کسی صحابی رسول یا تابعی و دیگر فقہاء امت کا ایسا کوئی فتویٰ نظر نہیں آتا کہ عورتوں کی نماز مردوں کی نماز کے بالکل مطابق ہو۔

جیسا ہم نے اوپر لکھا ہے نماز کے ارکان، تراویح، سنن وغیرہ میں مرد اور عورت یکساں ہیں، صرف چند امور میں عورت اور مرد کی نماز میں فرق ظاہر ہوتا ہے، اس فرق کو ہم نے دس مسائل میں جمع کر دیا ہے۔

اہلسنت والجماعت کے مسلمانوں کے لئے یہ وضاحت کافی ہے، رہا غیر اہلسنت والجماعت والوں کا طریقہ جو بھی ہے، یہ ان کا اپنا طریقہ ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ



صلوٰۃ جنازہ

صلوٰۃ جنازہ کا اردو ترجمہ ”نماز جنازہ“ کیا جاتا ہے لیکن اس کا صحیح ترجمہ ”دعا جنازہ“ ہونا چاہیے، حقیقت یہ ہے کہ صلوٰۃ جنازہ نماز نہیں ہے بلکہ میت کے لئے دعا و استغفار کی مخصوص شکل ہے لہذا صلوٰۃ جنازہ کا صحیح ترجمہ ”دعا جنازہ“ ہوگا۔

صلوٰۃ جنازہ میں قرأت رکوع، سجود وغیرہ کچھ بھی نہیں، اس میں صرف قیام اور چار تکبیرات ”اللہ اکبر“ کہنا فرض ہے، اگر کسی مجبوری کے تحت صلوٰۃ جنازہ کی مخصوص شکل ادا نہ کی جاسکے تو میت کو سامنے رکھ کر چار تکبیرات کہہ دی جائیں، صلوٰۃ جنازہ ادا ہو جائے گی، احادیث صحیحہ میں میت کی اس دعا و استغفار میں کئی ایک عائن منقول ہیں، ان میں سے کوئی ایک دعا پڑھی جاسکتی ہے سب مشہور تو وہی دعا ہے جو تیسری تکبیر کے بعد عام طور پر پڑھی جاتی ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَنَابِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا
وَأُنثَانَا، اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ
عَلَى الْإِيمَانِ۔

ترجمہ: اے اللہ ہمارے زندوں، مردوں، موجود غیر موجود چھوٹے بڑے، مرد اور عورتوں سب کی مغفرت فرمائے، اللہ جو ہم میں زندہ ہیں ان کو اسلام پر قائم رکھیے، اور جن کو آپ موت دینا نہیں ایمان پر موت نصیب فرما۔

حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں، میں ایک صحابی کی صلوٰۃ جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے قریب کھڑا تھا، آپ صلوٰۃ جنازہ میں یہ دعا پڑھ سہے تھے جو خفی آواز میں تھی۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنَّهُ وَآكِرْ مَنُزَلَهُ وَ
وَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاعْسِلْهُ بِالمَاءِ وَالتَّلْحِجِ وَالبَرْدِ وَنَفِّهِ مِنَ الخَطَايَا مَا يُنْقِي
التَّوْبَ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ
أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ
القَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ

قال عوف بن مالك حتى تمنيت أن أكون ذلك الميت - مسلم شريف ۱۱۱۱

كتاب الجنائز فصل في الدعاء للميت - ترمذي شريف ۱۹۸۱ باب ما يقول في الصلوة

على الميت - نسائي شريف ۱۱۱۱ باب الدعاء

ترجمہ: اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت و چین نصیب فرما
اس سے درگزر فرما، اس کی حاضری کی عزت دے اس کے ٹھکانے کو کشادہ فرما اسکو ٹھنڈے
اور منیٹھے پانی سے سیراب فرما، اس کو پاک و صاف کر دے خطاؤں سے جیسا کہ سفید کپڑا میل
کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے، اس کو آخرت کا گھر اس کے دنیا کے گھر سے بہتر عطا فرما، اس
کو اہل خانہ دنیا کے اہل خانہ سے افضل نصیب ہوں، اس کا جوڑا دنیا کے جوڑے سے بہتر عطا کر
اس کو جنت میں داخل فرما دے، اس کو عذاب قبر اور عذاب جہنم سے نجات دے دیجئے۔

راوی حدیث حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں، اس موقع پر میرے دل میں یہ شدید تمنا

پیدا ہوئی اے کاش یہ میت میں ہوتا۔

صلوٰۃ جنازہ میں چوتھی تکبیر کے بعد دائیں بائیں دونوں طرف سلام پھیر دینے سے

صلوٰۃ جنازہ ادا ہو جاتی ہے۔

عن عبد الله بن أوفى أنه كبر أربعاً في صلوة الجنائز، فمكث ساعة

حتى ظننا أنه سيكبر خمساً ثم سلم عن يمينه وعن شماله، ثم

قَالَ هَذَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ
اللَّهِ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَقَالَ النُّوَوِيُّ هَذَا هُوَ الْمَذْهَبُ الصَّحِيحُ الْمَخْتَارُ

(الآذكار للنووي ص ۱۴۵)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ نے صلوٰۃ جنازہ پڑھائی اور اس میں چار تکبیرات
کہی پھر کچھ دیر خاموش رہے ہم نے خیال کیا کہ شاید پانچویں تکبیر کہنا چاہتے ہیں، لیکن اپنے
اپنے دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام پھیر دیا۔ حاکم ابو عبد اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح
ہے، امام نووی لکھتے ہیں یہی طریقہ بہتر اور افضل ہے۔



حالت جنابت اور حمض و نفاس میں تلاوت قرآن کا حکم۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا لَمْ يَكُنْ جُنُبًا قَالَ أَبُو عَيْشَةَ حَدِيثُ عَلِيٍّ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَبِهِ قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ قَالُوا يَقْرَأُ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ وُضوءٍ وَلَا يَقْرَأُ فِي الْمَصْحَفِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَاقُ

(ترمذی شریف ۱۳۸ باب ماجاء فی الرجل یقرأ القرآن علی کل حال)

ترجمہ: سیدنا علیؑ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہر حالت میں قرآن پڑھواتے تھے بشرطیکہ حالت جنابت میں نہ ہوں،

امام ترمذی کہتے ہیں بہت سارے اہل علم صحابہ کرام اور تابعین عظام ایسے ہی فرماتے ہیں کہ بغیر وضو قرآن پڑھا جاسکتا ہے لیکن بغیر طہارت (جنابت) میں قرآن نہ پڑھا جائے۔ امام سفیان الثوریؒ، امام شافعیؒ، امام احمد اور امام اسحاق ایسا ہی کہتے ہیں۔

مذکورہ حدیث ابن ماجہ ۲۲۲ باب ماجاء فی قراءۃ القرآن علی غیر طہارۃ مسند احمد ج ۱ ص ۸۳، ابوداؤد ۳۱۳ باب فی الجنب یقرأ القرآن نسائی شریف ۳۱۳ باب حجب الجنب من قراءۃ القرآن ابن جبارود ص ۵۲، حاکم ج ۲ ص ۱۰۷ پر موجود ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقْرَأُوا الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِثْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدُ وَاسْحَاقُ قَالُوا لَا تَقْرَأُوا الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْئًا إِلَّا طَرَفَ آيَةٍ وَالْحَرْفَ وَنَحْوَ ذَلِكَ وَرَخَّصُوا الْجُنُبَ وَالْحَائِضُ التَّسْبِيحَ

وَالْتَهْلِيلِ (ترمذی شریف ۳۴۲ باب مَا جَاءَ فِي الْجَنْبِ إِنَّهُمَا لَا يَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ)

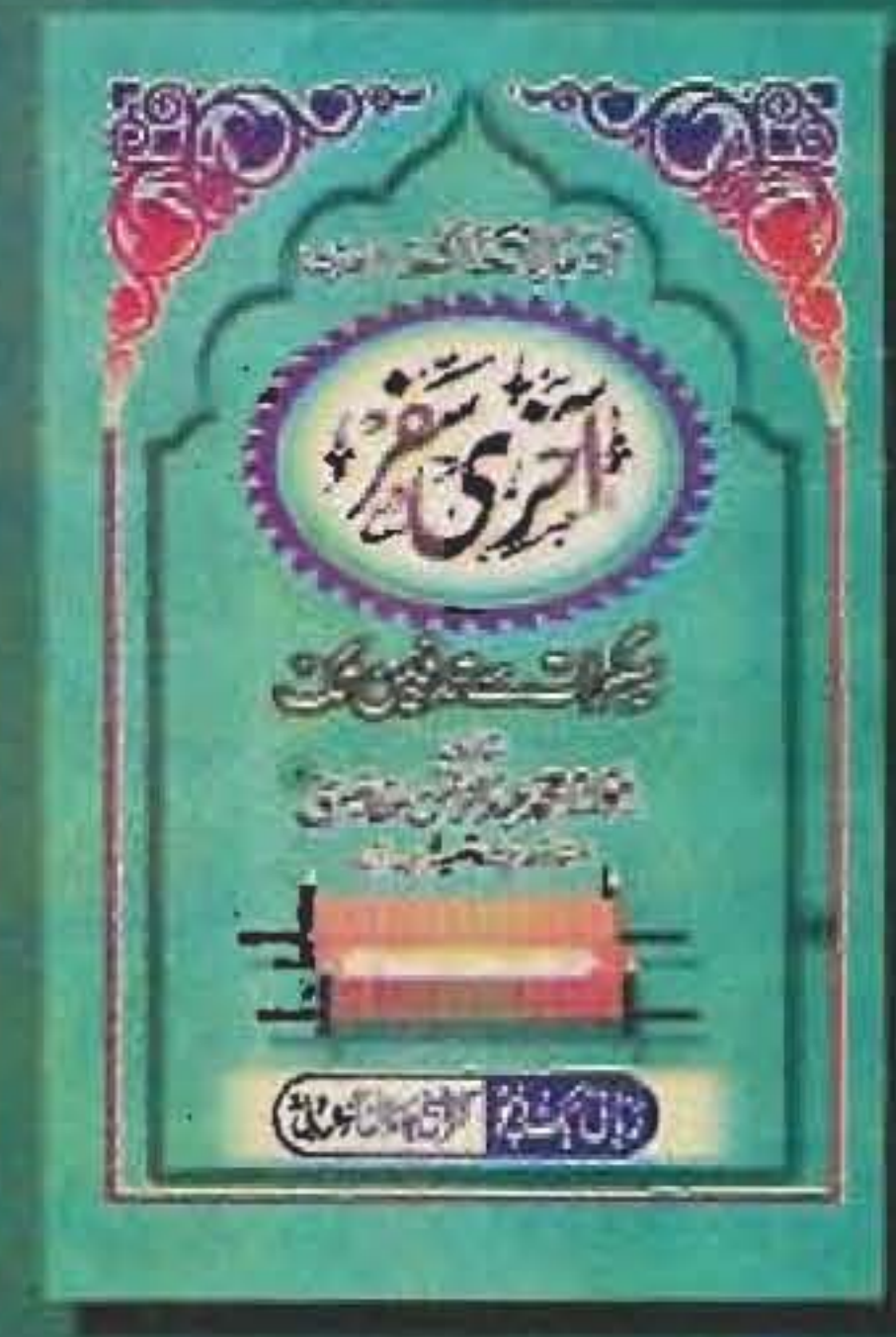
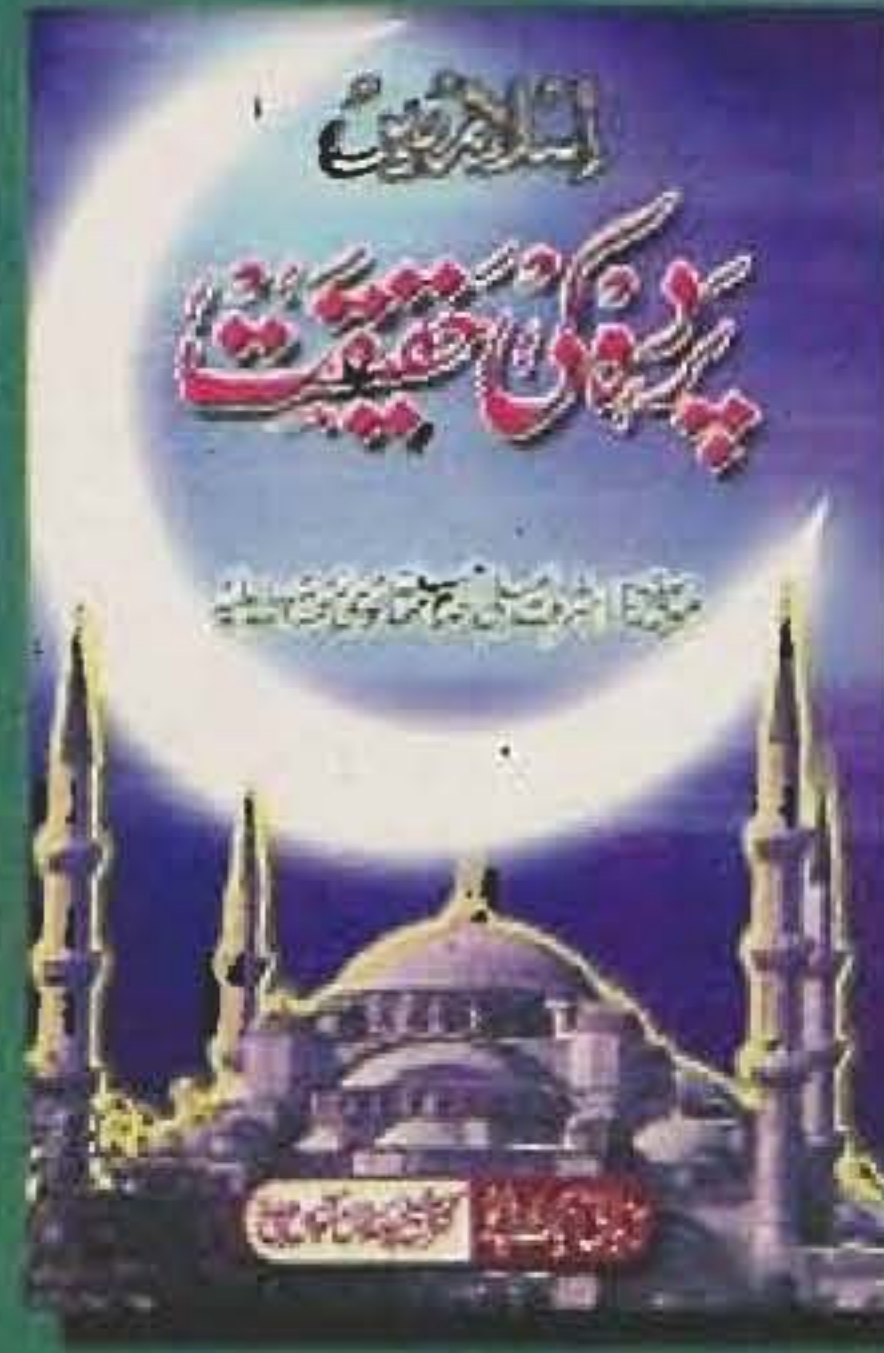
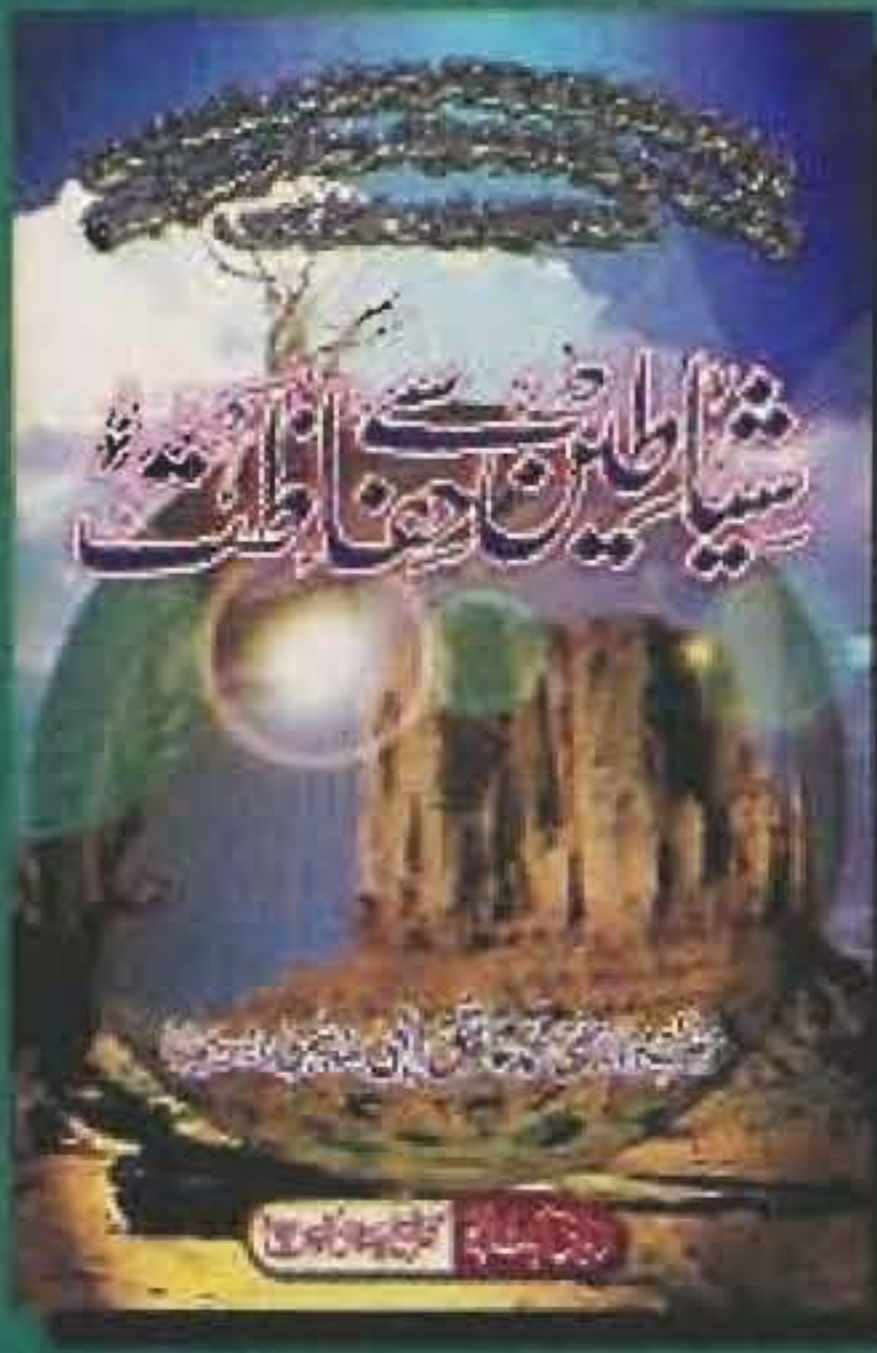
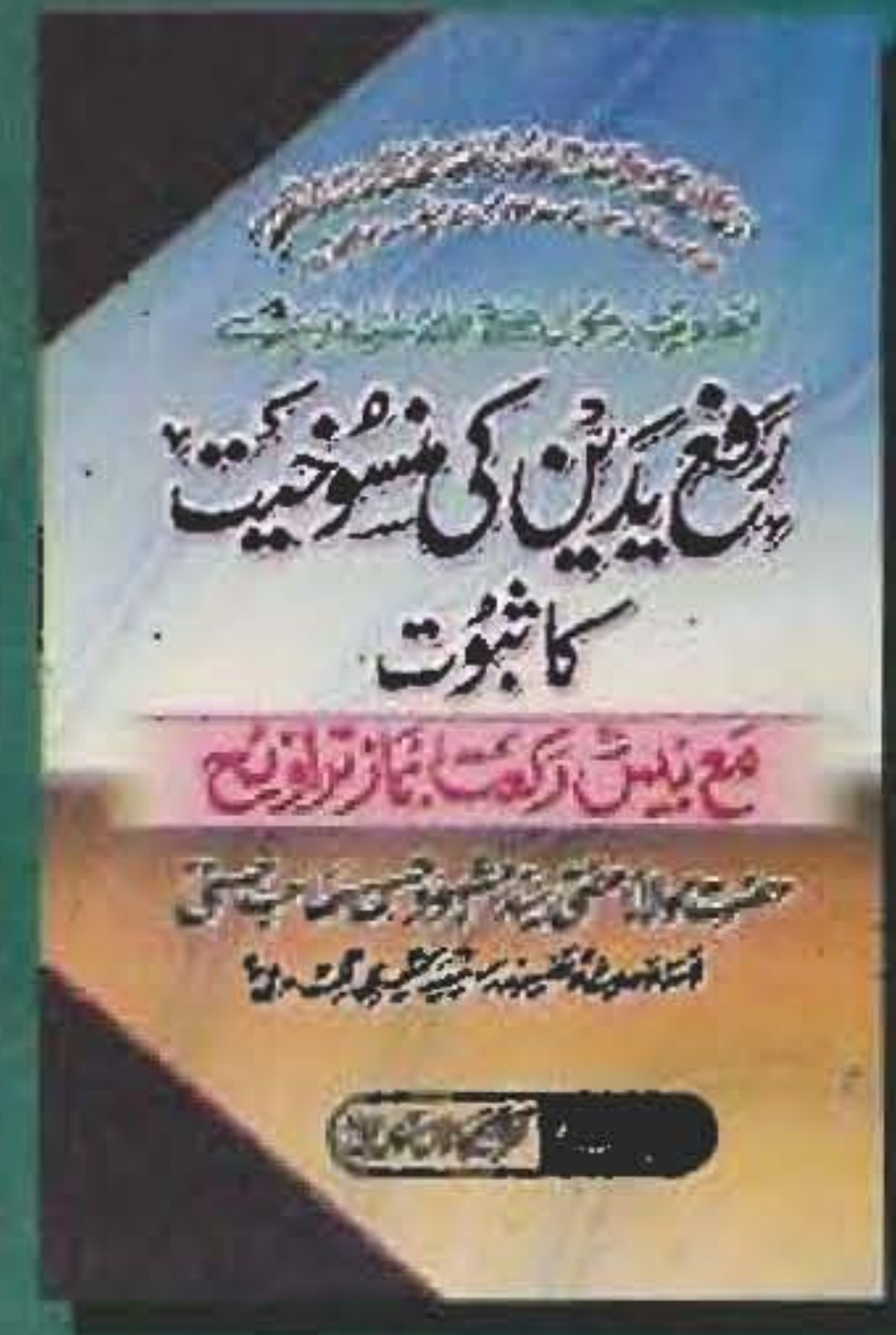
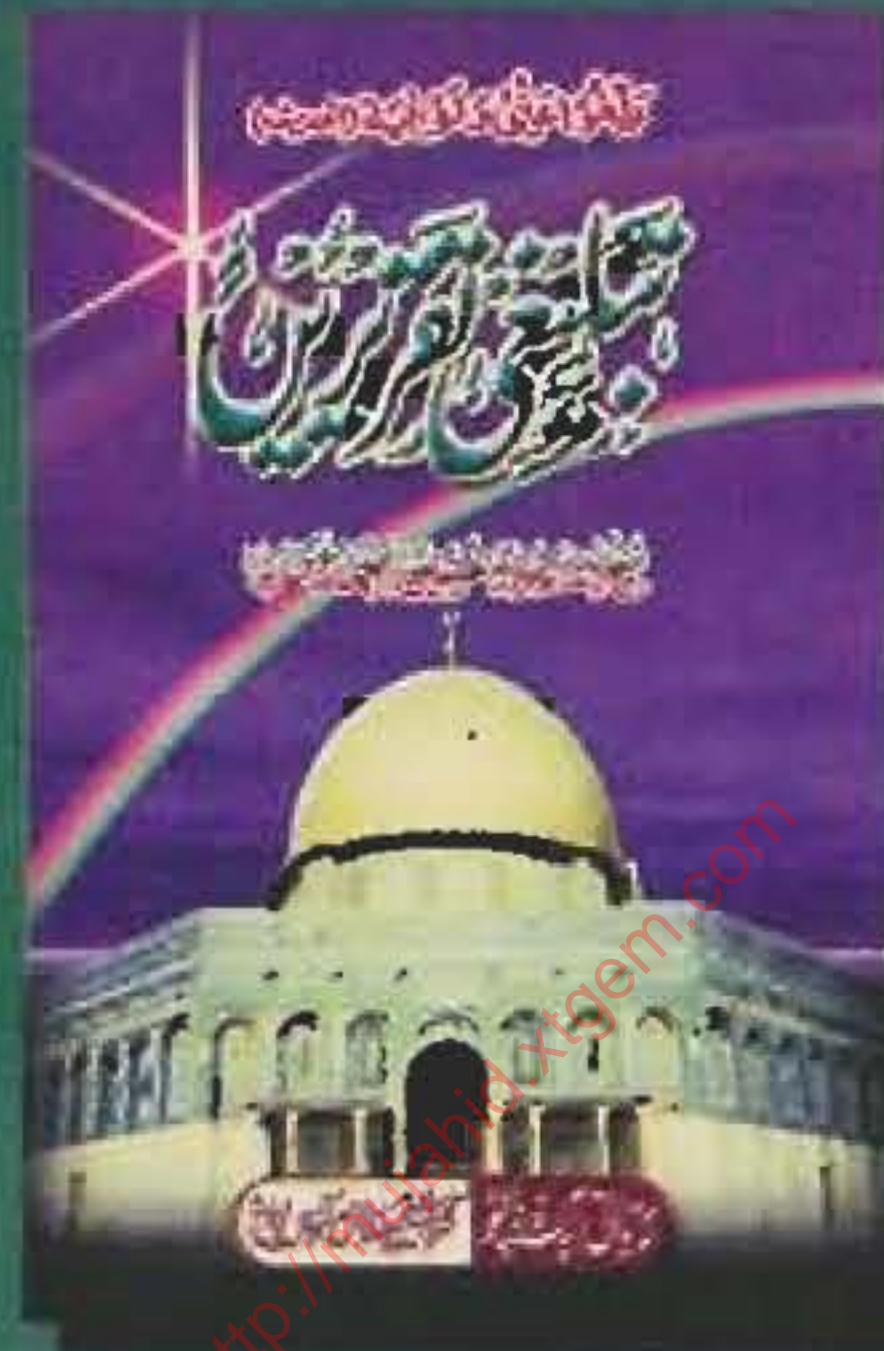
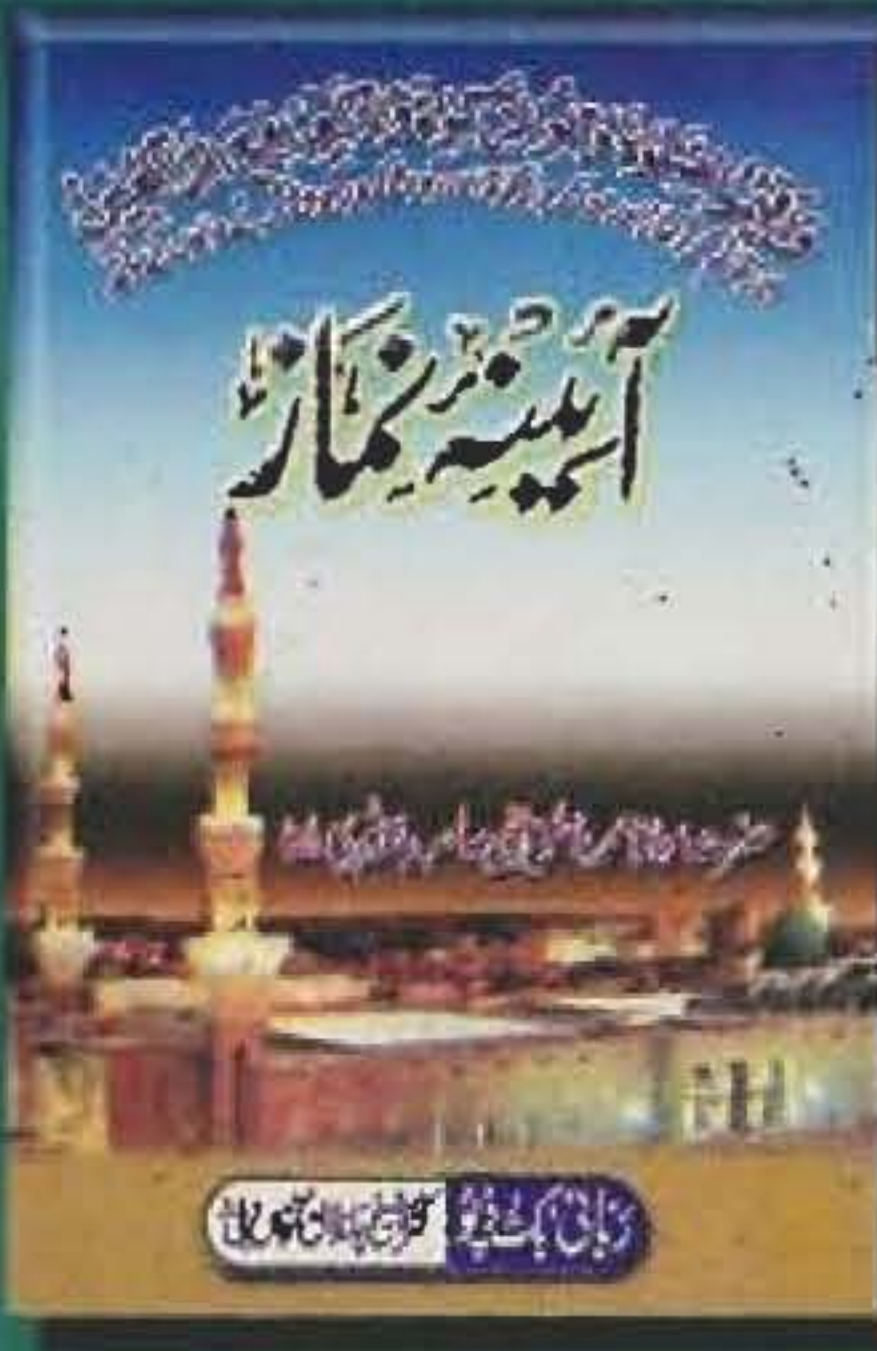
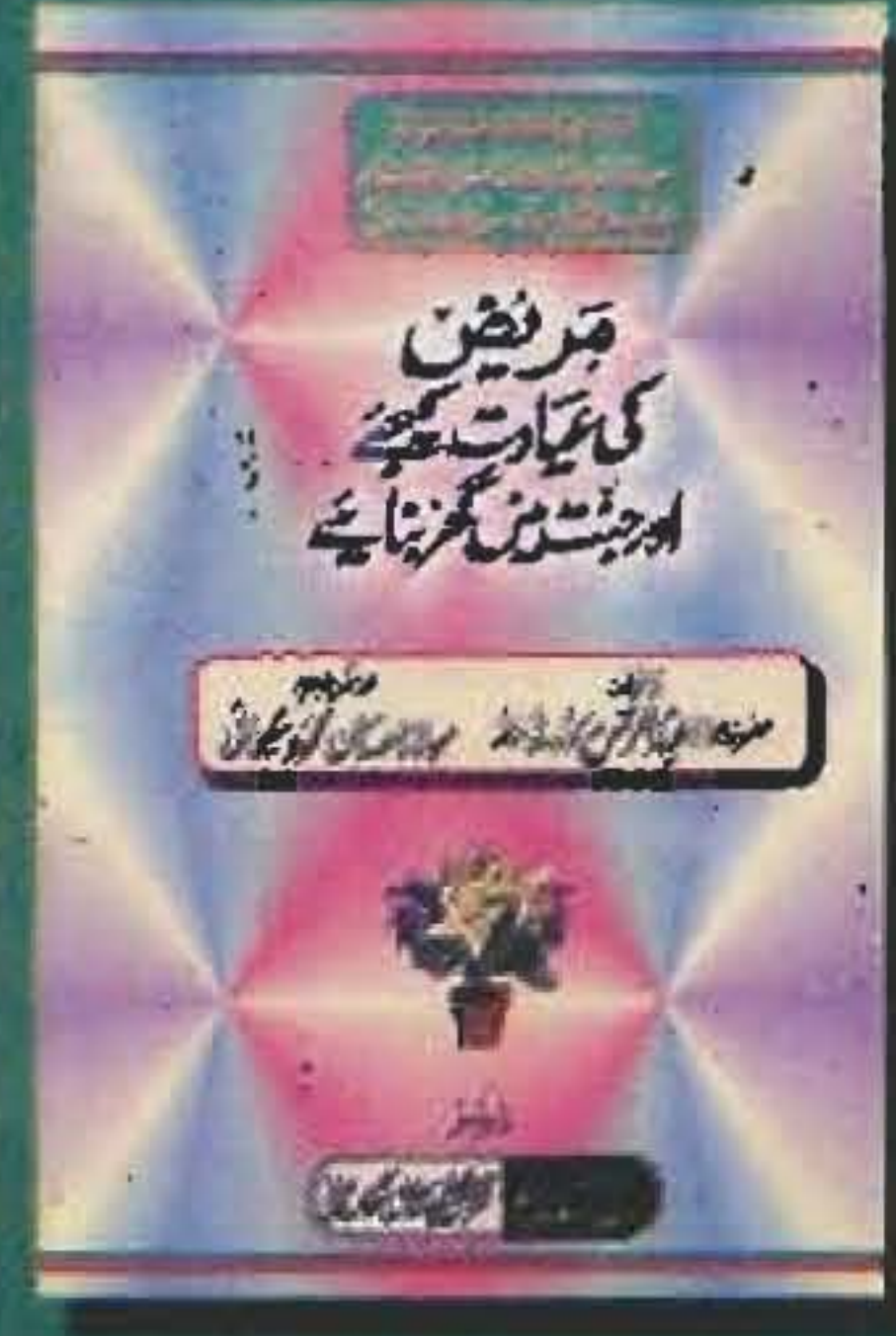
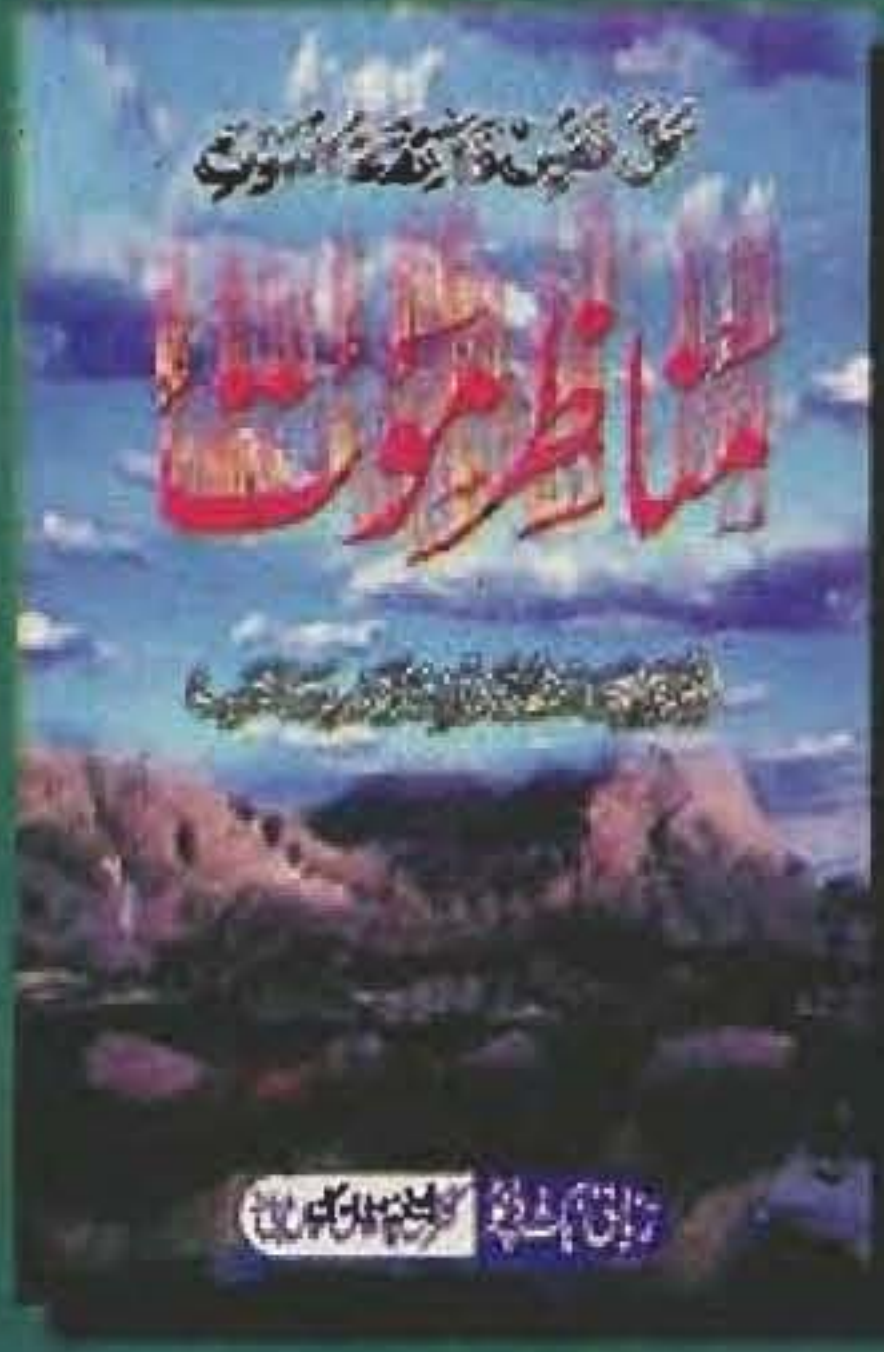
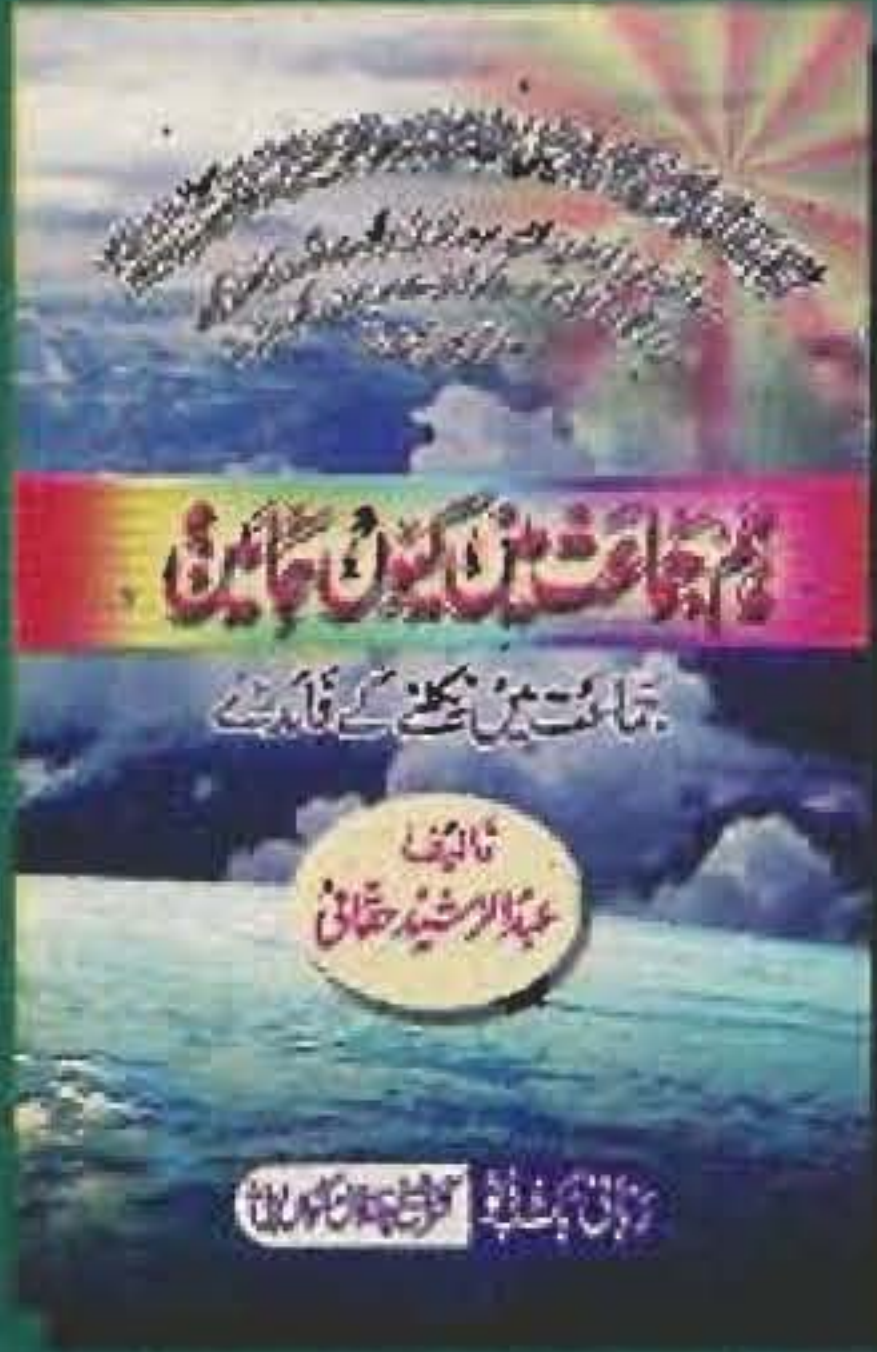
ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
حَيْضَ وَالْيَمِينِ اور جنبی قرآن کی ایک آیت بھی تلاوت نہ کرے۔

امام ترمذی کہتے ہیں، یہی قول اکثر اہل علم صحابہ کرام کا ہے، اسی طرح تابعین عظام کا قول
ہے، ان کے علاوہ امام سفیان الثوری، امام عبد اللہ بن المبارک، امام شافعی، امام احمد اور
امام اسحاق بھی ایسا ہی فرماتے ہیں، البتہ آیت کا ایک آدھا ٹکڑا اور حرف دو حرف پڑھنے میں
مضائقہ نہیں، خائضہ عورت اور جنبی آدمی تسبیح و تہلیل، اللہ و رسول کا نام سب کچھ پڑھ سکتا
ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

تتمت

مأخذ ومراجع

۱۰:- مسلم شریف	۱:- ترمذی شریف ج ۱
۱۱:- ابو داؤد شریف (ابن عربی)	۲:- مجمع الزوائد ج ۱
۱۲:- مصنف عبدالرزاق	۳:- بخاری شریف ج ۱
۱۳:- نسائی شریف ج ۱	۴:- مصنف ابن ابی شیبہ
۱۴:- ابن ماجہ شریف ج ۱	۵:- السنن البیہقی ج ۱ و ۲
۱۵:- مشکوٰۃ شریف	۶:- دارقطنی ج ۱
۱۶:- جامع المسانید ج ۱	۷:- مؤطا امام مالک
۱۷:- ابن جارود	۸:- طحاوی شریف ج ۱
۱۸:- مستدرک حاکم	۹:- مسند احمد ج ۱ و ۲



Rabbani Book Depot
 Shekh Chand Street, Lal Kuan, Delhi
 Ph.: 23210118, 23217840